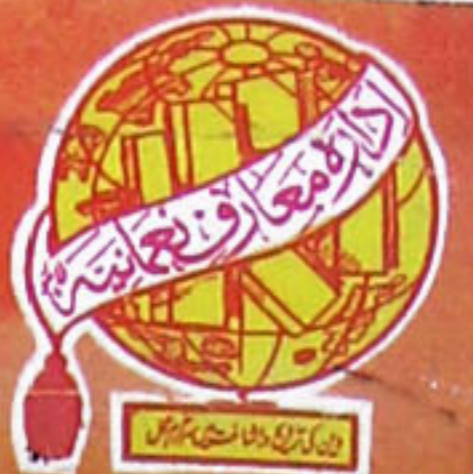


صلی علیہ وسلم  
تَعْظِیْمِ

مفتی جلال الدین اعجازی

3666

ادارہ معارف و ابحاث اسلامیہ







شُرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب ﷺ  
اس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے (اعلیٰ حضرت) علیہ الرحمۃ

# تعظیم نبوی ﷺ

از  
فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی ظلہ العالی (برادرس شریف بھارت)

ناشر

ادارہ معارفِ نعمانیہ شاد باغ لاہور پاکستان

سلسلہ اشاعت نمبر ۳۵

86904

~~تعمیر~~

نام کتاب \_\_\_\_\_ تعظیمِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
تصنیف \_\_\_\_\_ مفتی جلال الدین احمد امجدی مدظلہ  
صفحات \_\_\_\_\_ ۷۲  
کاتب \_\_\_\_\_ محمد ریاض  
سن اشاعت \_\_\_\_\_ جمادی الآخر ۱۴۱۲ھ نومبر ۱۹۹۱ء  
شرف اشاعت \_\_\_\_\_ ادارہ معارف نعمانیہ لاہور  
بار دوم \_\_\_\_\_ فروری ۱۹۹۲ء

برائے ایصالِ ثواب

الحاج شیخ محمد ابراہیم مرچوم و مغفور (اعظم کلاتھ پارکیٹ)

نوٹ: بیرون جات کے حضرات ۴ روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کر کے طلب کیے ہیں۔

ملنے کا پتہ

ادارہ معارفِ نعمانیہ ۳۲۳ شاد باغ لاہور۔ ۵۴۹۰۰

پاکستان

طیبہ پرنٹرز

# فہرست مضامین

صفحہ نمبر

نمبر شمار

۲	۱۔ تعظیم کے معنی
۲	۲۔ ہر چھوٹا اپنے بڑے کی تعظیم کرتا ہے
۸	۳۔ تعظیم کے درجے
۱۰	۴۔ تعظیم نبی کے بیان کا اہتمام
۱۲	۵۔ تعظیم کے مختلف طریقے
۱۶	۶۔ قرآن اور تعظیم نبی
۲۲	۷۔ صحابہ اور تعظیم نبی
۳۳	۸۔ تعظیم کے لیے معظّم کا سامنے ہونا ضروری نہیں
۳۶	۹۔ نسبت رسول کی تعظیم
۴۴	۱۰۔ حدیث رسول کی تعظیم
۴۸	۱۱۔ اولاد رسول کی تعظیم
۵۱	۱۲۔ تعظیم و توحین کا مدار
۵۷	۱۳۔ قیامِ تعظیمی اور علمائے اسلام
۶۲	۱۴۔ اعتراضات و جوابات

## تہذیب

صاحب تصانیف کثیرہ رئیس التحریر سیدی الکریم  
حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ  
وامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں جن کے قلم  
نے اسلام و سنیت کو تقویت بخشی اور بے شمار  
لوگوں کو گمراہ ہونے سے بچالیا۔

گر قبول اُفتد زہے عز و شرف

جلال الدین احمد امجدی

## درود شریف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ  
قَدْ ضَاقَتْ حِيلَتِي أَدْرِكْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ -

(ترجمہ) "یا اللہ! ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام اور برکتیں بھیج،  
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، دشگیری کیجئے میرا حیلہ اور کوشش تنگ آچکے ہیں۔"

## فضائل درود و سلام

درود و سلام کے فضائل اور ثمرات مختصراً درج ذیل کیے جاتے ہیں تاکہ برادرانِ دین ذوق و  
شوق سے بکثرت صلوٰۃ و سلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حضورِ قلب سے باادب عرض  
کرتے رہا کریں۔

- ① درود و سلام پڑھنے سے اللہ کریم کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے۔ (قرآن مجید)
- ② اس کے نامہ اعمال میں اُحد پہاڑ جتنا ثواب لکھا جاتا ہے۔ (صلوٰۃ النشاء ص ۱۸)
- ③ درود و سلام پُل صراط پر بہت زیادہ نور ملنے کا ذریعہ ہے۔ (سعادة الدارين ص ۶۸)
- ④ درود شریف پڑھنے والے کے لیے جنت کے دروازے کھول دیتے جاتے ہیں۔ (ص ۵۷)
- ⑤ جو ایک بار درود شریف پڑھے اللہ کریم اس پر دس بار صلوٰۃ بھیجتا ہے۔ (مسلم شریف)
- ⑥ جو ایک بار سلام عرض کرے اللہ تعالیٰ اس پر دس سلام بھیجتا ہے۔ (صلوٰۃ النشاء ص ۱۸)
- ⑦ درود و سلام پڑھنے سے بھولی ہوئی چیز یاد آجاتی ہے۔ (کنز العمال ص ۳۵۳)
- ⑧ اللہ کریم درود شریف پڑھنے والے کی دس نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ (جلاء الافہام ص ۲۹)
- ⑨ اس کے دس درجے بلند کر دیتا ہے۔ (ایضاً ص ۲۹)
- ⑩ اور دس گناہ مٹا دیتا ہے۔ (ایضاً ص ۲۹)
- ⑪ اور دس بار رحمت بھیجتا ہے۔ (ترمذی اول ص ۱۵۷، جلاء الافہام ص ۲۹)
- ⑫ جمعہ کے روز کثرت سے درود پڑھنے والا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہوگا (طبرانی ص ۵۹)
- ⑬ دُعا سے پہلے، درمیان اور آخر میں درود و سلام پڑھنے کا حکم ہے اس سے دُعا جلد  
قبول ہوتی ہے۔ (کنز اول ص ۳۵۳، سعادة الدارين ص ۱۸۸)
- ⑭ تنگدست کے لیے درود و سلام صدقے کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔ (جواہر البحار ص ۱۵۵)

# امام احمد رضا قادری علیہ السلام فرماتے ہیں

ایمان کے حقیقی و واقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو تمام جہان پر تقدیم، تو اس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت، کتنی ہی دوستی، کتنی ہی محبت کا علاقہ ہو، جیسے تمہارے باپ، تمہارے اُساد، تمہارے پیر، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہارے احباب، تمہارے بڑے، تمہارے اصحاب، تمہارے مولوی، تمہارے حافظ، تمہارے مفتی، تمہارے واعظ وغیرہ وغیرہ کے باشند، جب وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کریں اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت، ان کی محبت کا نام و نشان نہ رہے فوراً ان سے الگ ہو جاؤ، ان کو دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، ان کی صورت، ان کے نام سے نفرت کھاؤ، پھر نہ تم اپنے رشتے علاقے دوستی، اُلفت کا پاس کرو نہ اس کی مولویت، مشیخت، بزرگی، فضیلت کو خطرے میں لاؤ کہ آخر یہ جو کچھ تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی غلامی کی بنا پر تھا جب یہ شخص ان ہی کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا؟ اس کے جتنے عملے پر کیا جائیں، کیا بہتیرے یہودی جتنے نہیں پہنتے؟ عملے نہیں باندھتے؟ اس کے نام و علم و ظاہری فضل کو لے کر کیا کریں؟ کیا بہتیرے پادری، بکثرت فلسفی بڑے بڑے علوم و فنون نہیں جانتے اور اگر یہ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل تم نے اس کی بات بنانی چاہی اس نے حضور سے گستاخی کی اور تم نے اس سے دوستی نہا ہی یا اسے ہر بڑے سے بدتر بُرا نہ جانا یا اسے بُرا کہنے پر بُرا مانا یا اسی قدر کہ تم نے اس امر میں بے پروائی منائی یا تمہارے دل میں اس کی طرف سے سخت نفرت نہ آئی تو لہذا اب تم ہی انصاف کر لو کہ تم ایمان کے امتحان میں کہاں پاس ہوئے۔ قرآن و حدیث نے جس پر حصول ایمان کا مدار رکھا تھا اس سے کتنی دُور نکل گئے مسلمانو! کیا جس کے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہوگی وہ ان کے بدگوئی و قہقہے کے گا اگرچہ اس کا پیر یا استاد یا پدر ہی کیوں نہ ہو، کیا جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں؟ ان کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کرے گا اگرچہ اس کا دوست یا برادر یا پسر ہی کیوں نہ ہو، واللہ اپنے حال پر رحم کرے۔

(تہذیب ایمان ص ۶-۷ مطبوعہ لاہور)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## نگاہِ اولیں

سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ مبارکہ سے اب تک تمام صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور جملہ علمائے متقدمین و متاخرین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور عامۃ مسلمین نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہر طرح تعظیم و تکریم کرتے رہے۔

مگر اس زمانے میں کلمہ پڑھنے والے کچھ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو تعظیم نبی کی سخت مخالفت کرتے ہیں اور اس کو بدعت و گمراہی قرار دیتے ہیں اس لیے ہم نے یہ چند سطور لکھ دیئے تاکہ ان لوگوں کی غلط فہمی دور ہو جائے اور پھر انہیں یہ بھی معلوم ہو جائے کہ تعظیم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف جائز و مستحسن ہی نہیں ہے بلکہ بعض صورتوں میں فرض و واجب بھی ہے۔

دُعا ہے کہ خدائے عزوجل اس کتاب سے لوگوں کو ہدایت نصیب فرمائے اور اپنی ذاتِ کریم کے لیے اسے قبول فرما کر ہمارے لیے بخشش کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

جلال الدین احمد امجدی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
لَكَ الْحَمْدُ يَا اللّٰهُ!

وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!

تعظیم کے معنی ہیں قول یا فعل سے کسی کی بڑائی ظاہر کرنا۔ تو ہر چھوٹا جو واقعی اپنے کو چھوٹا سمجھتا ہے وہ اپنے بڑے کی تعظیم کرتا ہے اور ہر لحاظ سے اس کی بڑائی ظاہر کرتا ہے۔ شاگرد اپنے اُستاد کی، مرید اپنے پیر کی، اولاد اپنے باپ دادا کی اور نوکر اپنے مالک کی یہاں تک کہ چھوٹا بھائی اپنے بڑے بھائی کی تعظیم کرتا ہے اور کیوں نہ کرے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ  
صَغِيرَنَا وَلَمْ يُوقِّرْ  
كَبِيرَنَا۔  
جو ہمارے چھوٹوں پر مہربانی نہ کرے  
اور ہمارے بڑوں کی تعظیم و توقیر نہ کرے وہ  
ہمارے راستے پر نہیں ہے۔

(ترمذی مشکوٰۃ ص ۲۲۳)

لیکن جب ایک سچا مسلمان اپنے نبی کریم جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کرتا ہے تو اسے بدعتی اور گمراہ و بد مذہب قرار دیا جاتا ہے اور اس پر کفر کا فتویٰ لگایا جاتا ہے حالانکہ نبی کی تعظیم کرنا کفر نہیں ہے بلکہ نبی کی تعظیم سے انکار کرنا کفر ہے اور یہ ایسا کفر ہے جو انسان کی پیدائش کے بعد سب سے پہلے ہوا اور باقی کفر تو بعد میں ہوئے۔ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰئِكَةِ اسْجُدُوْا  
اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ سجدہ کرو



لَادَمَ فَسَجَدُ وَالْاِبْلِيسَ  
 اَبِي وَاَسْتَكْبَرَ وَكَانَ  
 مِنَ الْكٰفِرِيْنَ - ہو گیا۔ (پ ۷۴)

مذکر شریف میں كَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ کی تفسیر فرمایا صَارَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ  
 یعنی ابلیس پہلے کافر نہیں تھا تعظیم نبی سے انکار کے سبب کافر ہو گیا۔  
 ثابت ہوا کہ تعظیم نبی سے انکار ہی وہ کفر ہے جو انسان کی تخلیق کے بعد سے  
 پہلے ہوا اور باقی کفریات کا وجود بعد میں ہوا۔

اگر کوئی کہے کہ آیت کریمہ میں تو صرف سجدہ کا بیان ہے تعظیم نبی کا ذکر  
 نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خُداوند قدوس کے کلام سے بظاہر ہی معلوم  
 ہوتا ہے کہ اس کا حکم سجدہ کے لیے ہے لیکن حقیقت میں اس کا ارشاد نبی کی تعظیم  
 کے لیے ہے جیسا کہ رئیس الفقہاء حضرت ملا جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خدائے عزوجل  
 کے کلام سَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

سَجَدَ ظَاهِرٌ فِي  
 سُجُودِ الْمَلٰٓئِكَةِ نَصٌّ  
 فِي تَعْظِيْمِ اَدَمَ -  
 لفظ سَجَدَ ملائکہ کے سجدہ کرنے کے  
 بارے میں ظاہر ہے اور حضرت آدم  
 علیہ السلام کی تعظیم کے بارے میں نص ہے۔  
 (نور الانوار ص ۸۷)

یعنی بظاہر سجدہ کے متعلق ارشاد ہے لیکن حقیقت میں نبی کی تعظیم مقصود ہے۔  
 لِاَنَّ النَّصَّ مَا سِيَقَ الْكَلَامُ لِاجْلِهِ -

(اصول الشاشی ص ۲۱)

## تعظیم کے درجے

عرفِ عام کے اعتبار سے تعظیم کے کل چار درجے ہیں۔ ان میں سب سے اعلیٰ درجہ سجدہ ہے پھر رکوع پھر دو زانو بیٹھنا اور پھر قیام یعنی کھڑا ہونا۔ سجدہ سے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کی تعظیم کرنا ہماری شریعت میں حرام ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف مروی ہے کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اگر میں کسی کو کسی مخلوق کے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو ضرور حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔  
(مشکوٰۃ شریف ص ۲۸۱)

لَوْ كُنْتُ امْرًا أَحَدًا اَنْتَ  
تَسْجُدُ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ  
الْمَرْأَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا۔  
(رواہ الترمذی)

اس حدیث شریف کے تحت حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تحریر فرماتے ہیں :

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے لیے سجدہ حلال نہیں ہے۔ (مرقاۃ جلد سوم ص ۴۶۷)

السَّجْدَةُ لَا تَحِلُّ لِغَيْرِ  
اللَّهِ۔

اور تحریر فرماتے ہیں :

غیر اللہ کے لیے سجدہ حرام ہے۔  
(شرح فقہ اکبر ص ۲۳)

السَّجْدَةُ حَرَامٌ لِغَيْرِهِ  
سَبْحَانَہ۔



اور فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم مصری ص ۲۳۱ میں فتاویٰ غرائب سے ہے :  
 لَا يَجُوزُ السُّجُودُ إِلَّا لِلَّهِ تَعَالَى      غیر خدا کے لیے سجدہ جائز نہیں۔  
 اور تعظیم کا دوسرا درجہ یعنی بقدر رکوع جھک کر کسی کی تعظیم کرنا یہ بھی  
 ہماری شریعت میں منع ہے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم مصری ص ۳۲۱ میں  
 جواہر الاطلاعی سے ہے۔

الْإِنْخِنَاءُ لِلسُّلْطَانِ أَوْ      بادشاہ ہو یا کوئی دوسرا اس کے لیے بقدر  
 لِغَيْرِهِ مَكْرُوهٌ لِأَنَّهُ يُشْبِهُ      رکوع جھکنا منع ہے کہ یہ آتش پرستوں  
 فِعْلَ الْمَجُوسِ۔      کے فعل کے مشابہ ہے۔

اور شامی جلد پنجم ص ۲۲۶ میں محیط سے ہے۔

يَكْرَهُ الْإِنْخِنَاءُ لِلسُّلْطَانِ      بادشاہ ہو چاہے کوئی دوسرا ہو اس کے لیے  
 وَغَيْرِهِ۔      بقدر رکوع جھکنا منع ہے۔

رہا تعظیم کا تیسرا اور چوتھا درجہ یعنی کسی کی تعظیم کے لیے دوزانو بیٹھنا یا کھڑا  
 ہونا تو یہ ہماری شریعت میں جائز ہیں اسی لیے عوام و خواص میں معمول رائج ہیں۔  
 لہذا واضح ہے کہ جب ”ابلیس ملعون“ نبی کی اعلیٰ درجہ تعظیم سے انکار کے  
 سبب راندہ درگاہ ہو گیا تو جو شخص نبی کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونے سے بھی انکار  
 کرے گا جو چوتھے نمبر کی ادنیٰ درجہ تعظیم ہے تو بدرجہ اولیٰ مردود بارگاہِ الہی ہوگا۔  
 جیسے کوئی بادشاہ اپنے محبوب کی تعظیم کے لیے درباریوں کو سجدہ کرنے کا  
 حکم دے اور کوئی درباری سجدہ کرنے سے انکار کرے تو بادشاہ اس کو مردود  
 قرار دے کر اپنے دربار سے نکال دے تو جو شخص ان میں سے اس کے محبوب

کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونے سے بھی انکار کر دے تو وہ بدرجہ اولیٰ بادشاہ کے عتاب کا مستحق ہوگا۔

## تعظیمِ نبی کے بیان کا اہتمام

نبی کی عظمت کا اعتقاد چونکہ ایمان کا رکن ہے اسی لیے قرآن مجید نے نبی کی تعظیم بیان کرنے کے لیے بڑا اہتمام کیا ہے۔

اول اس طرح کہ حضرت آدم علیہ السلام اور ابلیس کے واقعہ کو سات جگہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا جبکہ ایک واقعہ کو کسی کتاب میں دو بار بیان کرنا بھی عیب ہے لیکن قرآن مجید میں اگر یہ بات عیب ہوتی تو کفار مکہ سے پہلے اعتراض کرتے اور بدر و حنین کا معرکہ گرم کرنے کی بجائے اسی عیب سے قرآن صاحب قرآن کی ہوا خیزی کرتے اور ان کو ناکام بنا دیتے مگر وہ خوب جانتے تھے کہ اسلام میں نبی کی تعظیم چونکہ بہت اہم ہے اور جو بات زیادہ اہمیت رکھتی ہے اس کا بار بار ذکر کرنا عیب نہیں۔

یعنی خدائے تعالیٰ قرآن مجید میں حضرت آدم کی تعظیم اور تعظیمِ نبی سے انکار کے سبب ابلیس کے مردود کر دیئے جانے کا قصہ بار بار بیان کر کے یہ بتانا چاہتا ہے کہ اے قرآن کے ماننے والو! تعظیمِ نبی سے ہرگز انکار مت کرنا ورنہ ابلیس کے جیسا تمہارا بھی انجام ہوگا اور تم بھی مردود قرار دے دیئے جاؤ گے۔ لہذا ہم تمہیں بار بار یاد دلاتے رہتے ہیں کہ تعظیمِ نبی کا اعتقاد کہیں تمہارے دل سے نکل نہ جائے اور تم ہلاک نہ ہو جاؤ۔



اور قرآن مجید نے تعظیم نبی کے بیان کا دوسرا اہتمام اس طرح فرمایا کہ سورۃ حجر

اور سورۃ ص میں ہے۔

فَبَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ  
أَجْمَعُونَ۔  
(پ ۳ ع ۳ - پ ۲۳ ع ۱۲)

یعنی لفظ ملائکہ ملک کی جمع ہے مگر قرآن مجید نے اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ  
کُلُّهُمْ اور أَجْمَعُونَ سے اس کی تاکید بھی فرمائی۔ اس لیے کہ اگر صرف  
الْمَلَائِكَةُ ہوتا تو کوئی کہہ سکتا تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو صرف ایک فرشتہ  
نے سجدہ کیا اس لیے کہ قرآن مجید میں کسی مقام پر الْمَلَائِكَةُ سے صرف ایک  
فرشتہ مراد لیا ہے۔ ارشاد باری ہے۔

فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ (ای جبریل جلالین)  
وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي  
الْمِحْرَابِ۔  
تو ان کو ملائکہ (یعنی حضرت جبریل) نے  
پکارا اور وہ نماز کی جگہ میں کھڑے ہو کر  
نماز پڑھ رہے تھے۔ (پ ۳ ع ۱۲)

اور ارشاد خداوندی ہے۔

وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ (ای جبریل  
جلالین) يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ  
اصْطَفَاكِ۔  
اور جبکہ ملائکہ (یعنی حضرت جبریل) نے کہا  
اے مریم! اللہ نے آپ کو چن لیا ہے۔  
(پ ۳ ع ۱۳)

جس طرح ان آیات کریمہ میں الْمَلَائِكَةُ سے صرف حضرت جبریل  
علیہ السلام مراد ہیں اسی طرح بیان سجدہ میں ہو سکتا ہے الْمَلَائِكَةُ سے واحد  
ملک مراد ہو اور حضرت آدم علیہ السلام کو ایک ہی فرشتہ نے سجدہ کیا ہو اور یہ

بھی ہو سکتا ہے کہ الْمَلَائِكَةُ عام مخصوص منہ البعض ہو یعنی لفظ تو عام ہے مگر سارے فرشتوں کی بجائے صرف چند فرشتے مراد ہوں تو ان شبہات کا دروازہ بند کرنے کے لیے الْمَلَائِكَةُ کے ساتھ كَلَّمُوْهُمُ بھی فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ صرف ایک یا چند فرشتوں نے سجدہ نہیں کیا بلکہ سارے فرشتوں نے کیا۔ پھر ایک شبہ ابھی اور باقی رہ گیا تھا کہ سب نے اکٹھے سجدہ کیا یا متفرق طور پر؟ تو اس احتمال کو دور کرنے کیلئے كَلَّمُوْهُمُ کے ساتھ لفظ اَجْمَعُوْنَ بھی فرمادیا یعنی سارے فرشتوں نے اکٹھا سجدہ کیا۔ ایسا نہیں کہ بعض نے فوراً کیا ہو اور بعض نے کچھ ٹھہر کر۔ ایسے کہ متفرق طور پر سجدہ کرنے میں کامل تعظیم نہیں۔

### تعظیم کے مختلف طریقے

صرف کھڑا ہونا تعظیم نہیں ہے بلکہ تعظیم کے مختلف طریقے ہیں۔ خدائے

تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ  
وَالصَّلَاةِ۔

(پل ع ۵)

صبر کی تین قسمیں ہیں مصیبت پر صبر کرنا، فرمانبرداروں کی ہمیشگی پر صبر کرنا اور گناہوں کے نہ کرنے سے صبر کرنا۔ (تفسیر صاوی زیر آیت مذکورہ)

اور جب فرمانبرداروں پر مداومت کرنا بھی صبر ہے تو نماز بھی اس میں شامل ہے۔ لہذا اعتراض پیدا ہوا کہ خدائے عزوجل نے آیت مذکورہ بالا میں صبر کے بعد پھر صلوٰۃ کا ذکر کیوں فرمایا؟ تو اس کا جواب علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ والرضوان نے جلالین میں صلوٰۃ کی تفسیر کرتے ہوئے یہ تحریر فرمایا۔

أَفْرَدَ هَا بِالذِّكْرِ تَعْظِيمًا      پھر نماز کا الگ سے ذکر اس کی شان  
لِشَانِهَا۔      کی تعظیم کے لیے ہے۔

یعنی صبر میں نماز کی شمولیت کے باوجود الگ سے اس کا ذکر صرف اس کی  
تعظیم و توقیر کے لیے ہے۔

علامہ سیوطی کے اس جواب سے معلوم ہوا کہ عام میں شمولیت کے باوجود کسی  
چیز کا خاص طور پر الگ سے ذکر کرنا بھی اس کی تعظیم ہے جیسے یہ کہنا کہ ولیمہ کی  
دعوت سب کو دینا اور مفتی صاحب کو دینا۔ تو سب میں مفتی صاحب بھی شامل تھے  
لیکن پھر الگ سے ان کا ذکر کرنا یہ ان کی تعظیم ہے۔

اور پارہ دوم رکوع ۹ کی آیت مبارکہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا دَخُلُوا فِي  
السَّلَامِ كَافَّةً کے شان نزول میں علامہ سیوطی نے فرمایا۔

نَزَلَ فِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ      یہ آیت کریمہ حضرت عبداللہ بن سلام  
سَلَامٍ وَأَصْحَابِهِ كَمَا عَظَّمُوا      اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی  
السَّبَبِ۔      جبکہ انہوں نے سنیچر ہفتہ کے دن کی تعظیم کی۔

یعنی حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھی جو پہلے  
یہودی تھے مسلمان ہونے کے بعد وہ سنیچر کے دن کی عزت اس طرح کرتے تھے کہ  
اس روز شکار کو حرام سمجھتے تھے اور یہ اس دن کی تعظیم ہے۔ ثابت ہوا کہ  
کسی دن کے احترام میں اس روز شکار کو ناجائز سمجھنا بھی اس دن کی تعظیم ہے۔  
اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ کے لیے جادوگر جب میدان  
میں آئے تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا۔



إِمَّا أَنْ تُلْقَىٰ وَإِمَّا أَنْ تَكُونَ  
نَحْنُ الْمُلْقِينَ۔

یا تو آپ (پہلے اپنا عصا) ڈالیں اور یا تو ہم لوگ ڈالیں۔ (پ ۶ ع ۲)

تو جادو گروں کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اتنا پوچھ لینا بھی ان کی تعظیم ہے اور اسی تعظیم نبی کی بدولت وہ ایمان کی نعمت سے سرفراز ہو گئے جیسا کہ تفسیر خازن اور تفسیر جمل میں اسی آیت مبارکہ کے تحت ہے۔

قَدْ جَازَاَهُمُ اللَّهُ عَلَىٰ  
هَذَا الْأَدَبِ حَيْثُ مَنْ عَلَيْهِمْ  
بِالْإِيمَانِ۔

اللہ تعالیٰ نے اس تعظیم کا ان کو بہترین بدلہ دیا اس طرح کہ ایمان کی دولت سے ان پر احسان فرمایا۔

اور تفسیر صاوی میں ہے۔  
ذَلِكَ تَأْذِيْبٌ مِنَ السَّحَرَةِ  
مَعَ مُوسَىٰ وَقَدْ جُوزُوا عَلَيْهِ  
بِالْإِيمَانِ وَالنَّجَاةِ مِنَ  
النَّارِ۔

اور وہ جادو گروں کی طرف سے موسیٰ علیہ السلام کی تعظیم تھی جس پر ان کو یہ انعام دیا گیا کہ ایمان سے مشرف ہوئے اور جہنم سے نجات پائی۔

عارف رومی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی مثنوی شریف میں تحریر فرماتے ہیں۔

زیرِ قدرِ تعظیمِ دینِ شاہِ را خرید

وزمرے آں دستِ پاہا شاہِ برید

ان حوالہ جات سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔ اول یہ کہ جادو گروں کا اپنا

کرتب دکھانے سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دریافت کر لینا بھی ان کی تعظیم

ہے۔ دوسرے یہ کہ نبی کی تعظیم سے ایمان جاتا نہیں ہے بلکہ کافر ہو تو اس کی برکت

سے ایمان والا ہو جاتا ہے اور ایمان والا ہو تو اس کا ایمان اور جلا پاتا ہے۔  
 اور فقہائے کرام نے مسجدوں کی آرائش کو مستحب فرمایا اور اس کی دلیل یہ  
 بیان فرمائی کہ اس میں ان کی تعظیم ہے۔ (دیکھئے شامی جلد اول ص ۴۴۲)  
 اور مردہ نہلانے کے تحت کو دھونی دینے کی علت بیان کرتے ہوئے شیخ  
 برہان الدین ابوالحسن علی مرغینانی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

لِمَا فِيهِ مِنْ تَعْظِيمِ  
 دھونی دینے میں میت کی تعظیم ہے۔  
 (ہدایہ ص ۱۵۸ ج ۱)

معلوم ہوا کہ مسجدوں کو سجانا اور ان کو آراستہ و پیراستہ کرنا ان کی تعظیم ہے  
 جو مستحب ہے اور اسی طرح مردہ نہلانے کے تحت کو دھونی دینا میت کی تعظیم ہے  
 اور یہ بھی مستحب ہے۔ غیر اللہ کی تعظیم ہونے کے باوجود شرک و کفر نہیں ہے اور نہ  
 ضلالت و گمراہی ہے بلکہ ثواب کا کام ہے۔

قرآن کریم اور تفسیر و فقہ سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ کسی کے اعزاز میں  
 صرف کھڑا ہونا ہی تعظیم نہیں ہے بلکہ اس کے لیے بے شمار طریقے ہیں۔ قول یا فعل  
 جس طرح سے بھی کسی شخص کی بڑائی ظاہر کی جائے سب اس کی تعظیم ہے۔  
 لہذا کسی شخص کی آمد پر اسٹیشن جانا، اس کے گلے میں ہار پھول ڈالنا،  
 زندہ باد کے نعرے لگانا، اس کے لیے جلوس نکالنا، راستے میں جھنڈیاں لگانا اور  
 گیٹ بنا کر سب آنے والے کی تعظیم ہے۔

اسی طرح مہمان کی آمد پر عمدہ بستر بچھانا، منہ لگانا اور پرتکلف کھانا  
 تیار کروانا سب مہمان کی تعظیم ہے۔

آنے والے کے لیے جگہ خالی کر دینا اس کی تعظیم ہے یہاں تک کہ کسی خاص آدمی کے سامنے بڑی سگریٹ نہ پینا اور پی رہا ہو تو پھینک دینا اس کی تعظیم ہے اس لیے کہ اس فعل سے بھی اس خاص آدمی کی بڑائی ظاہر ہوتی ہے۔

مخالفین کے یہاں بھی غیر اللہ کی تعظیم و تکریم کے بیشتر طریقے رائج ہیں مگر کسی دَٰرُ الْاِفْتَاءِ کا کوئی مفتی ان باتوں کو شرک و کفر نہیں قرار دیتا اور نہ حرام و ناجائز ٹھہراتا ہے لیکن جب اللہ کے محبوب دانائے خفایا و غیوب جناب احمد مجتبیٰ مُحَمَّدُ مُصْطَفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی جاتی ہے تو وہ آگ بگولہ ہو جاتا ہے اور شرک و کفر کے گولے برسانے لگتا ہے۔

بریں دین و دانش ببايد گريست

## قرآن اور تعظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم

خُدائے عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّا ارْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّ  
مُبَشِّرًا وَّ نَذِيرًا لِّتُؤْمِنُوْا  
بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَتَعَزَّرُوْهُ وَ  
تُقِرُّوْهُ ط وَتَسْبِحُوْهُ بُكْرَةً  
وَ اَصِيْلًا۔

(اے نبی) بیشک ہم نے آپ کو بھیجا حاضر و  
ناظر اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا  
تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان  
لاؤ۔ اور رسول کی تعظیم و تکریم کرو اور صبح و شام  
اللہ کی پاکی بیان کرو۔ (پہلے ۹)

حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔



فَأَوْجِبَ اللَّهُ تَعَالَى تَعَزُّيْرَهُ وَ  
تَوْقِيْرَهُ وَالزَّمْرَ اِكْرَامَهُ  
وَتَعْظِيْمَهُ۔

خداوند قدوس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی  
حرمیت و توقیر کو واجب قرار دیا اور انکی تکریم و  
تعظیم کو لازم فرمایا۔ (شفاء شریف ص ۲۸ ج ۲)

یعنی آیت کریمہ میں سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا جو حکم  
دیا گیا ہے وہ واجب و لازم ہے صرف جائز نہیں ہے۔ لہذا مسلمانوں کے لیے  
ضروری ہے کہ وہ ہر طرح حضور کا ادب بجالائیں اور ہر جائز طریقے سے انکی تعظیم و  
توقیر کریں۔ اس لیے کہ حکم مطلق ہے یعنی رسول کی تعظیم کے لیے کوئی خاص طریقت  
متعین نہیں کیا گیا ہے۔ لہذا ہر طرح سے ان کی تعظیم کرنا لازم ہے البتہ انہیں خدایا  
خدا کا بیٹا کہنا یا خدائے تعالیٰ کی طرح ان کے لیے کسی صفت کا ثابت کرنا شرک و کفر  
ہے اور ان کو سجدہ کرنا حرام و ناجائز ہے۔

آیت مبارکہ میں پہلے ایمان کا ذکر ہے لِسُوْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ  
پھر رسول کی تعظیم و تکریم کا حکم ہے وَتَعَزَّوْا رُوْهُ وَتُوقِرُوْهُ  
پھر اس کے بعد عبادت کے لیے فرمایا گیا وَتُسَبِّحُوْهُ بَكْرَةً وَاَصِيْلًا۔ جس میں  
اس بات کی جانب واضح اشارہ ہے کہ ایمان سب سے مقدم ہے یعنی ایمان کے بغیر  
رسول کی تعظیم مقبول نہیں اور تعظیم رسول کے بغیر ساری عبادتیں نماز و روزے،  
زکوٰۃ و خیرات اور ہر قسم کی ساری نیکیاں سب بیکار ہیں۔

اور ارشاد خداوندی ہے۔

اور جو اللہ تعالیٰ کے شعائر کی تعظیم کرے تو وہ  
دلوں کی پرہیزگاری ہے۔ (پ ۱۱ ع ۱۱)

وَمَنْ يُعْظِمِ شَعَائِرَ اللّٰهِ  
فَانْهَاهُمْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ۔

اس آیت کریمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جس کے دل میں تقویٰ اور پرہیزگاری ہوگی وہ شعائر اللہ کی تعظیم کرے گا اور شعائر اللہ کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے دین کی نشانیاں۔ (تفسیر جلالین ص ۲۳)

اور سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے دین کی نشانیوں میں سے عظیم ترین نشانی ہیں تو وہ ساری نشانیوں میں سب سے زیادہ تعظیم کے مستحق ہیں۔ اور آیت مبارکہ میں اس بات کی جانب بھی واضح اشارہ ہے کہ جو لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا انکار کرتے ہیں وہ اگرچہ بظاہر اچھے نظر آتے ہوں مگر ان کے قلوب تقویٰ اور پرہیزگاری سے خالی ہیں۔

اور ارشاد خداوندی ہے۔

وَمَنْ يُعْظِمِ حُرْمَتِ اللَّهِ فَهُوَ  
خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ -  
(پ ۱۱ ع ۱۱)

اور جو اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی تعظیم کرے  
تو وہ اس کے لیے اس کے رب کے  
یہاں بہتر ہے۔

حُرْمَتِ اللَّهِ سے مراد وہ چیزیں ہیں جو خدائے تعالیٰ کے نزدیک محترم ہیں اور نبی ساری مخلوقات میں خداوند قدوس کے نزدیک سب سے زیادہ محترم ہوتا ہے لہذا آیت کریمہ کا خلاصہ یہ ہوا کہ جو مسلمان نبی کی تعظیم کرے گا اور ان کا ادب بجالائے گا تو وہ کافر و مشرک نہیں ہو جائے گا بلکہ وہ اس کے لیے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ اسے اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقَدِّمُوا  
لِأَيْمَانِكُمْ أَكْبَارًا

نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو، بیشک اللہ  
سُنا، جانتا ہے۔

بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا  
اللَّهَ - إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ -

اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی  
کی آواز پر اونچی نہ کرو اور ان کے حضور  
چلا کر بات نہ کرو جیسے کہ آپس میں ایک  
دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے  
عمل برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا  
لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ  
صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا  
لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ  
لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ  
لَا تَشْعُرُونَ -

نہ ہو۔ (پا ۲۶ ع ۱۳)

خداوند قدوس نے ان آیات مبارکہ میں اپنے حبیب پیارے مصطفیٰ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کے طریقے بیان فرمائے۔ یعنی نبی کی تعظیم جو مسلمانوں پر واجب  
لازم ہے۔ اس کے طریقوں میں سے تین طریقے یہ ہیں کہ قول و فعل کسی چیز میں رسول  
سے آگے نہ بڑھو، رسول کی آواز پر اپنی آواز کو بلند نہ کرو اور جس طرح چلا کر آپس  
میں ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہو اس طرح رسول کی بارگاہ میں چلا کر باتیں نہ  
کرو۔ اگر ان حکموں کی خلاف ورزی کرو گے اور تعظیم کی بجائے نبی کی توہین کرو گے  
تو اے مسلمانو! تمہارے سارے اعمال برباد ہو جائیں گے یعنی تم مرتد ہو جاؤ گے۔  
اور تمہیں خبر بھی نہ ہوگی تم اپنے آپ کو ایمان و عمل والا ہی سمجھتے رہو گے۔

خدا نے تعالیٰ نے ان آیات مبارکہ میں تعظیم کا طریقہ بیان کرنے کے لیے  
ایمان والوں کو مخاطب فرمایا کہ دونوں آیتوں میں حکم بیان کرنے سے پہلے  
نکتہ  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا فرمایا اس لیے کہ جو ایمان والے ہیں وہی تعظیم نبی کو تسلیم



کرتے ہیں۔ لہذا وہی تعظیم کا طریقہ بتائے جانے کے بھی مستحق ہیں اور جو ایمان والے نہیں ہیں ان سے تعظیم نبی کا طریقہ بیان کرنا بیکار ہے کہ وہ تعظیم نبی کے قائل ہی نہیں ہیں جیسے کہ غیر مسلم کو نماز پڑھنے کا ڈھنگ سکھانا بے سود ہے کہ وہ نماز کو ماننا ہی نہیں ہے۔

اور خدا نے تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ  
كَمَا تَجْعَلُونَ دُعَاءَ بَعْضِكُمْ بَعْضًا - (پہلے ۱۵)

رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ  
ٹھہرا جیسا کہ تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

اس آیت کریمہ میں بھی سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا طریقہ سکھایا  
گیسا ہے کہ جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کا نام لے کر پکارتے ہو رسول کو اس طرح  
نہ پکارو۔

حضرت ابو محمد کی مالکی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

لَا تُنَادُوهُ بِاسْمِهِ نِدَاءً  
بَعْضِكُمْ بَعْضًا وَلَكِنْ عَظْمُوهُ  
وَوَقَرُوهُ وَنَادُوهُ بِأَشْرَفِ  
مَا يُحِبُّ يُنَادِي بِهِ يَا نَبِيَّ  
اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ !

رسول کو ان کے نام کے ساتھ نہ پکارو  
جیسے کہ تمہارا بعض بعض کو پکارتا ہے بلکہ  
ان کی تعظیم و توقیر کرو اور ان کی یا نبی اللہ  
یا رسول اللہ مہذب الفاظ کیساتھ پکارو  
جسے وہ پسند فرمائیں۔ (شفا شریف ص ۲۸ ج ۲)

امام جلیل حضرت احمد شہاب الدین نخاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں :

قَدْ نَهَى اللَّهُ تَعَالَى عَنِ الْأُمُورِ  
الَّتِي تَقْتَضِي إِهَانَتَهُ

جن باتوں سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کی توہین پیدا ہوتی ہے ان خداوند قدوس

نے منع فرمایا تو گویا اس نے حضور کی تعظیم و توقیر کا حکم فرمایا۔ (نسیم الریاض جلد سوم ص ۲۸۶)

فَكَانَتْ أَمْرًا بِتَعْظِيمِهِ وَ  
تَوْقِيرِهِ ع

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اے ایمان والو! رعنا مت کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں۔ (پ ۱۳ ع ۱۳)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا  
رَاعِنَا وَقُولُوا نُنظَرْنَا۔

حضور آتے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کچھ کلام فرماتے اور صحابہ کرام کوئی بات نہ سمجھ پاتے تو عرض کرتے رَاعِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! یعنی اے اللہ کے رسول ہماری رعایت فرمائیے اور اس بات کو دوبارہ فرما دیجئے اور یہودیوں کی زبان میں لفظ رَاعِنَا گالی تھی۔ وہ لوگ یہ کلمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گالی کے معنی میں کہنے لگے تو خدا نے تعالیٰ نے مسلمانوں کو رَاعِنَا کہنے سے روک دیا اور اس کی جگہ اُنظَرْنَا کہنے کا حکم فرمایا کہ اگرچہ یہ لفظ رَاعِنَا بولنے میں تم لوگوں کی نیت صحیح ہے لیکن یہودیوں کو گستاخی کا موقع ملتا ہے اس لیے یہ لفظ تم لوگ مت بولو۔

حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کے لیے لفظ رَاعِنَا کہنے سے روک گئے۔ (شفا شریف ج ۲ ص ۲۹)

نَهَوْا عَنْ قَوْلِهَا تَعْظِيمًا  
لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَتَبْجِيلًا لَهُ۔

عہ لان النهی عن الشئ امر بصدہ او يتضمنه ۱۲ منہ

## صحابہ اور عظیم نبی ﷺ

کھڑا ہو جانا ایسی تعظیم ہے جو ادنیٰ ہونے کے ساتھ بہت عام بھی ہے کہ معمولی آدمی کی بھی کھڑے ہو کر تعظیم کی جاتی ہے مگر مخالفین اس ادنیٰ درجہ کی تعظیم کو بھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے جائز نہیں ٹھہراتے حالانکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو ہر وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں رہتے تھے، شریعت کے مزاج سے خوب واقف تھے اور حلال و حرام اچھی طرح جانتے تھے۔ وہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایسی تعظیم کیا کرتے تھے جس کی مثال اب پوری دنیا میں ملنی مشکل ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ عروہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کہ وہ مسلمان نہ ہوئے تھے حدیبیہ کے مقام پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صلح کی گفتگو کرنے کے لیے آئے۔ اس موقع پر صحابہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہوئے جو انہوں نے دیکھا تھا وہ اپنی کاپی کے بعد مکہ شریف کے کافروں سے ان لفظوں میں انہوں نے بیان کیا۔

وَاللّٰهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى  
الْمُلُوكِ وَفَدْتُ عَلَى  
قَيْصَرَ وَكِسْرَى وَالنَّجَاشِي  
وَاللّٰهِ اِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ  
يُعَظَّمُهُ أَصْحَابِيهِ مَا يُعَظَّمُهُ

قسم خدا کی میں بادشاہوں کے درباروں میں  
دندنے کر گیا ہوں میں قیصر و کسریٰ اور  
نجاشی کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں لیکن  
خدا کی قسم میں نے کوئی بادشاہ ایسا نہیں  
دیکھا کہ اس کے ساتھی اس طرح تعظیم



اصْحَابُ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا  
 وَاللَّهِ اِنْ تَخَوُّنَا مَعَهُ اِلَّا  
 وَقَعْتُ فِيْ كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ  
 فَذَلِكَ بِهَا وَجْهَةٌ وَجِلْدَةٌ  
 وَاِذَا اَمَرَهُمْ اِبْتَدَرُوْا  
 اَمْرًا وَاِذَا تَوَضَّاءُ  
 كَادُوْا يَقْتُلُوْنَ عَلِيَّ  
 وَضُوْبِهِ وَاِذَا تَكَلَّمْ  
 خَفَضُوْا اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ  
 وَمَا يَحِدُّوْنَ اِلَيْهِ النَّظْرَ  
 تَعْظِيْمًا لَهُ۔  
 (بخاری شریف جلد اول ص ۳۴۹)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین  
 جو رشد و ہدایت کے چمکتے ہوئے ستارے ہیں وہ ہر طرح سے سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم کی بے انتہا تعظیم کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کے لعاب دہن تھوک اور  
 بلغم کو بھی زمین پر نہیں گرنے دیتے تھے اپنی ہتھیلیوں پر لے کر بدن اور چہروں پر  
 مل لیا کرتے تھے اور اعضاء سے وضو کا غسالہ مبارک (دموون) حاصل کرنے کیلئے  
 لڑنے مرنے کی صورت پیدا کر دیتے تھے۔

افسوس ہے آج کل کے ان نام نہاد مسلمانوں پر جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جانے کو بھی تیار نہیں اور پھر اس پر دعویٰ یہ کہ ہم صحابہ ہی کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں اور ہم سچے پکے مسلمان ہیں۔ خدائے تعالیٰ انہیں دین کی سمجھ عطا فرمائے۔ آمین

اس حدیث شریف میں صحابہ کے فعل کو تعظیم کہا گیا جس سے ہمارے اس دعویٰ کی تصدیق ہوتی ہے کہ قول و فعل سے جس طرح بھی بڑائی ظاہر کی جائے سب تعظیم ہی ہے۔

اور بخاری و مسلم میں حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

انہوں نے فرمایا :

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مکہ شریف کے ابطح مقام میں دیکھا جبکہ وہ چمڑے کے سرخ خیمہ میں تشریف فرما تھے اور میں نے حضرت بلال کو دیکھا کہ انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وضو کا استعمال پانی (ایک لگن میں) لیا اور لوگوں کو دیکھا کہ اس پانی کی طرف دوڑ رہے ہیں تو جس کو اس میں سے کچھ حاصل ہو گیا اس نے (اپنے چہرہ وغیرہ پر) اس کو مل لیا اور جو نہیں پایا تو اس نے اپنے ساتھی کے ہاتھ سے تری لے لی۔

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَهُوَ بِالْأَبْطَحِ فِي قُبَّةِ حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمٍ وَرَأَيْتُ بِلَالًا أَخَذَ وَضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَبْتَدِرُونَ ذَلِكَ الْوَضُوءَ فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهِ وَمَنْ لَمْ يُصِبْ مِنْهُ أَخَذَ مِنْ يَدِ صَاحِبِهِ -

(بخاری - مسلم مشکوٰۃ ص ۶۴)

اس حدیث شریف سے بھی واضح ہوا کہ صحابہ کرام رسول انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حد درجہ تعظیم کیا کرتے تھے کہ آپ کے مستعمل پانی (دھوون) سے برکت حاصل کرنے کے لیے دوڑ پڑتے تھے اور ایک دوسرے پر سبقت کرنے کی کوشش کرتے تھے اور جو صحابہ پانی نہیں پاتے تھے وہ دوسرے کے ہاتھ سے تری ہی لے لیا کرتے تھے۔

اور حدیث شریف میں ہے کہ ایک قریشی غلام نے پچھنا لگانے کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نکلا ہوا مبارک خون پی لیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إِذْ هَبْتُ فَقَدْ أَحْرَرْتَنِي  
جَاثِمُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ  
مِنَ النَّارِ۔  
(خصائص کبریٰ جلد دوم صفحہ ۲۵۲)

ہر جاندار کا بہتا ہوا خون حرام ہے تو انسان کا خون بدرجہ اولیٰ حرام ہے لیکن یہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے کہ آپ کے جسم اقدس سے بہا ہوا خون حرام نہیں بلکہ اس کا پینا باعث برکت اور موجب اجر و ثواب ہے اسی لیے جب غلام نے اسے پی لیا تو آپ نے اس پر ناراضگی نہیں ظاہر فرمائی بلکہ جہنم سے آزادی کی اس کو خوش خبری دی۔

یہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر سے ہے اسی لیے غلام کو اس کا صلہ ملا کہ وہ جہنم سے آزاد ہو گیا۔

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت عمیس

رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا۔

إِنَّهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 كَانَ يُوحَى إِلَيْهِ وَرَأْسُهُ  
 فِي حَبْرٍ عَلِيٍّ فَلَمَّا يُصَلِّ حَتَّى  
 غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 أَصَلَّيْتَ يَا عَلِيُّ قَالَ لَا  
 فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّهُ كَانَ  
 فِي طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ  
 رَسُولِكَ فَارْدُدْ عَلَيْهِ  
 الشَّمْسَ قَالَتْ أَسْمَاءُ  
 فَرَأَيْتُهَا غَرَبَتْ شَمْرًا  
 رَأَيْتُهَا طَلَعَتْ وَ  
 وَقَفْتُ عَلَى الْجِبَالِ  
 وَالْأَرْضِ وَذَلِكَ فِي  
 الصُّهْبَاءِ خَيْبَرَ -

(شفا شریف جداول ص ۱۸۵)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی  
 نازل ہو رہی تھی اس حال میں آپ کا  
 سر مبارک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 عصر کی نماز نہیں پڑھ سکے یہاں تک کہ  
 سورج ڈوب گیا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا اے علی! کیا تم نے نماز نہیں  
 پڑھی؟ انہوں نے عرض کیا نہیں تو حضور صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم نے بارگاہِ الہی میں دعا کی، یا  
 اللہ العالمین! علی تیرے اور تیرے رسول کی  
 اطاعت اور فرمانبرداری میں تھے راسلئے ان کی نماز  
 عصر قضا ہو گئی، لہذا تو ان کے لیے سورج کو  
 لوٹا دے حضرت اسماء بنت عمیس فرماتی ہیں  
 میں نے دیکھا کہ سورج ڈوب گیا تھا پھر  
 (دعاے نبوی کے بعد) میں نے دیکھا کہ وہ نکل  
 آیا اور اس کی کرنیں پہاڑوں اور زمینوں  
 پر پھیل گئیں۔ یہ واقعہ مقام صہبا میں پیش  
 آیا جو خیبر سے قریب ہے۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم میں نماز جیسی اہم عبادت آپ کی نیند



پر قربان کر دی اس لیے کہ ایمان والوں کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم یعنی ان کی عظمت کا اعتقاد ایمان کا رکن ہے اور فعل تعظیم ایمان کے بعد ہر فرض سے مقدم ہے۔

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

جب وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے ساتھ ہجرت کی رات غار ثور پر پہنچے

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ خدا

کی قسم آپ غار کے اندر نہیں داخل ہونگے

جب تک آپ کے پہلے میں نہ داخل ہو جاؤں۔

تاکہ اگر کوئی موذی چیز سانپ وغیرہ ہو تو

اس سے مجھی کو تکلیف پہنچے اور آپ محفوظ

رہیں۔ پھر آپ غار کے اندر داخل ہوئے اور

اس کو خوب صاف کیا اور جب غار کے

اندر ان کو کچھ سوراخ نظر آئے تو ان کو

انہوں نے اپنے بدن کے کپڑے بھاڑ کر

بھر دیتے اور دوسو رانوں پر انہوں نے

اپنی ایڑیاں لگا دیں۔ اس کے بعد حضور

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا

اب آپ اندر تشریف لائیے حضور صلی اللہ

کے بارے میں روایت ہے کہ

سَارَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إِلَى الْغَارِ فَلَمَّا انْتَهَى

إِلَيْهِ قَالَ وَاللَّهِ لَا

تَدْخُلُهُ حَتَّى أَدْخُلَ

قَبْلَكَ فَإِنْ كَانَ فِيهِ

شَيْءٌ أَصَابَنِي دُونَكَ

فَدَخَلَ فَكَسَعَهُ وَ

وَجَدَ فِي جَانِبِهِ ثُقُبًا

فَشَقَّ إِزَارَهُ وَسَدَّهَا بِهِ

وَبَقِيَ مِنْهَا اثْنَانِ

فَالْقَمَهُمَا رَجُلَيْهِ شَوْ

قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدْخُلْ

علیہ وسلم غار کے اندر تشریف لے گئے اور  
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کی گود میں سر رکھ کر سو گئے۔

ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم آرام ہی فرما  
رہے تھے کہ اسی حالت میں حضرت ابو بکر  
صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں میں سوراخ  
کے اندر سے سانپ کے کاٹ لیا مگر آپ نے  
حکمت نہ کی اور اسی طرح بیٹھے رہے کہ کہیں  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند میں خلل نہ آجائے  
لیکن سانپ کے زہر کی انتہائی تکلیف کے سبب  
آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے جو  
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس  
پر گرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھل گئی  
اور آپ دریافت فرمایا کیا ہوا عرض کیا میرے  
ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھ کو سانپ نے  
کاٹ لیا حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم نے ان کے زخم پر اپنا لعاب دہن لگا دیا تو فوراً  
ان کی تکلیف ختم ہو رہی مگر عرصہ دراز کے بعد  
کا وہی زہر لوٹ آیا جو آپ کے وصال کا سبب بنا  
لے۔ اس زہر کی وجہ سے آپ کی وفات ہوئی۔

فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَضَعَ رَأْسَهُ  
فِي حِجْرِهِ وَنَامَ فَلَدَغَ  
أَبُو بَكْرٍ فِي رِحْلِهِ  
مِنَ الْحُجْرِ وَلَوْ يَتَمَرَّكُ  
مَخَافَةَ أَنْ يَتَنَبَّهَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَقَطَتْ  
دُمُوعُهُ عَلَى وَجْهِهِ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لَكَ  
يَا أَبَا بَكْرٍ قَالَ لِدَغْتُ  
فِي ذَاكَ أَبِي وَأُمِّي فَتَفَلَّ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ  
مَا يَحِيدُهُ شَوْ أَنْتَقَضَ  
عَلَيْهِ وَكَانَ سَجَبَ  
مَوْتِهِ -

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۶)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہجرت کی رات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ شریف کی آبادی سے نکل کر تقریباً پانچ کلومیٹر جبل ثور کے سنان مقام پر جانا پھر لگ بھگ ڈھائی کلومیٹر بلند خطرناک راستے طے کر کے پہاڑ کی چوٹی کے قریب اس کے غار تک پہنچنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کرنا کہ خدا کی قسم غار کے اندر آپ نہیں داخل ہو سکتے جب تک کہ میں نہ داخل ہو جاؤں تاکہ اگر کوئی اذیت پہنچے تو مجھی کو پہنچے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لیے اپنے بدن کا کپڑا پھاڑ پھاڑ کر غار کے سوراخوں کو بند کرنا اور دوسرا سوراخوں پر اپنی ایڑیاں لگا دینا یہاں تک کہ سانپ کے کاٹ لینے سے سخت تکلیف کے باوجود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیند میں خلل آنے کے خوف سے جنبش نہ کرنا۔

یہ ساری باتیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم میں سے ہیں اور قیام تعظیمی یعنی کھڑے ہو کر تعظیم کرنے سے کہیں بڑھ کر ہیں کہ ہر وہ شخص جن کی تعظیم کھڑے ہو کر کی جاتی ہے ان سب کے لیے کوئی اس طرح نہیں کرے گا جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کے لیے اپنی جان کی بازی لگا کر کیا۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر قیام تعظیمی شرک و کفر ہو تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ ساری تعظیمیں بدرجہ اولیٰ شرک و کفر ہوں گی۔

العیاذ باللہ تعالیٰ

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر لشکر مقرر کر کے شام کی طرف

روانہ فرمایا تھا اور ابھی وہ ذی حشب مقام پر تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔ اس خبر کو سن کر اطراف مدینہ کے عرب مرتد ہو گئے صحابہ کرام حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے اور اس بات پر زور دیا کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ کے شکر کو واپس بلا لیں۔ آپ نے فرمایا۔

وَالَّذِي كَلَّمَكَ الْإِسْمَاءُ  
لَوْ جَرَّتِ الْكِلَابُ بِرَجُلٍ  
أَنْدَجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَدَدْتُ  
جَيْشًا وَجَهَةً رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پاک بیویوں کے پاؤں گتے پکڑ کر گھسیٹیں تب بھی میں اس شکر کو واپس نہیں بلا سکتا جس کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا تھا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۵)

یہ بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر ہے کہ صحابہ کرام کے زور دینے کے باوجود ایسے نازک وقت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور کے روانہ کئے ہوئے شکر کو واپس بلانا گوارا نہ کیا۔

اور صحابی رسول حضرت اُسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ

أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ  
حَوْلَهُ كَأَنَّمَا عَلَى رُؤُسِهِمِ  
الْقَلْبِيُّ۔

میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو صحابہ کرام کا حال یہ تھا کہ وہ گھیر ڈالے ہوئے حضور کی بارگاہ میں اس طرح اوتب بیٹھے ہوئے تھے کہ گویا ان کے سروں



رواہ اصحاب السنن الاربعہ وصحیحہ پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں۔

(شفائ شریف ج ۲ ص ۳۱)

الترمذی۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لوگوں کا اتنے سکون سے بیٹھنا کہ جیسے ان کے سر پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہوں اور وہ ان کے اُڑنے کے خوف سے سر نہ ہلائیں یہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کھلی ہوئی تعظیم ہے اسی لیے حضرت علامہ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ والرضوان نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تعظیم و تکریم کے بیان میں اس حدیث شریف کو تحریر فرمایا۔

اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا :

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ
کو دیکھا کہ ایک شخص ان کا سر مبارک منڈ	صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رہا ہے اور صحابہ کرام ان کے گرد گھیرا	وَالْحَلَقُ يُحَلِقُهُ وَقَدْ
ڈالے ہوئے بیٹھے ہیں اور نہیں چلتے کہ	أَطَافَ بِهِ أَصْحَابُهُ فَمَا
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بال بھی کسی	يُرِيدُونَ أَنْ تَقَعَ
کے ہاتھ میں آنے کی بجائے زمین پر گئے۔	شَعْرَةٌ إِلَّا فِي
(مسلم شریف جلد دوم ص ۲۵۶)	يَدِ رَجُلٍ -

یہ بھی سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے کہ صحابہ کرام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منڈے ہوئے بالوں کو لینے کے لیے گھیرا ڈال کر بیٹھ گئے اور آپ کے ایک بال مبارک کو بھی زمین پر نہیں گرنے دیتے۔

اور حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

مِنْ تَعْظِيمِ الصَّحَابَةِ لَهُ  
 صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 لَمَّا أَذِنَتْ قُرَيْشٌ لِعُثْمَانَ  
 رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فِي  
 الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ حِينَ  
 وَجَّهَهُ إِلَيْهِمْ فِي الْقَضِيَّةِ  
 أَبِي وَقَالَ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ  
 حَتَّى يَطُوفَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(شفا شریف ص ۳ ج ۲)

صحابہ کرام نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی تعظیم کی ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے  
 کہ جب کفار قریش نے حضرت عثمان غنی  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کعبہ شریف کے طواف  
 کے لیے کہا، اس موقع پر کہ آپ کو حدیبیہ  
 سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کے معاملہ میں  
 مکہ شریف بھیجا تھا تو آپ نے طواف کعبہ سے  
 انکار کر دیا اور فرمایا کہ جب تک رسول اللہ  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کا طواف نہیں  
 کریں گے میں طواف نہیں کر سکتا۔

اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ

كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 يَقْرَعُونَ بَابَهُ بِالْأَضَافِ.

(شفا شریف ج ۲ ص ۳)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

أَيُّ ضَرْبًا خَفِيفًا وَدَقًّا لَطِيفًا  
 تَعْظِيمًا وَتَكْرِيمًا وَتَشْرِيفًا.  
 (شرح الشفا مع نسیم الریاض جلد سوم ص ۳۹۵)

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و  
 تکریم اور ان کی توقیر کے لیے ضرب خفیف  
 سے بہت ہلکی دھک دیتے تھے۔

# تعظیم کے لیے مُعَظَّم کا شامنے ہونا ضروری نہیں

بعض لوگ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کیا کرتے تھے اگر ہمیں بھی ان کی زیارت نصیب ہو تو ہم بھی ہر طرح ان کی تعظیم کریں گے۔ ہم تو انہیں دیکھ ہی نہیں رہے ہیں تو ہم کس چیز کی تعظیم کریں۔

اس شبہہ کا جواب یہ ہے کہ تعظیم کے لیے معظّم یعنی جس کی تعظیم کرنی ہے اس کا سامنے ہونا اور اس کا دیکھنا ضروری نہیں۔ بخاری اور مسلم میں میزبانِ رسول حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إِذَا آتَيْتُمُ الْفَاطِطَ فَلَا  
تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا  
تَسْدُبُ رُؤُوسَكُمْ  
جب تم پاخانہ (سڈاس) جاؤ تو قبلہ  
کی طرف نہ منہ کرو اور نہ پیٹھ۔  
(مشکوٰۃ شریف ص ۴۲)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث شریف کی شرح میں  
تقریر فرماتے ہیں۔

أَيُّ جِهَةِ الْمَكَّةَ تَعْظِيمًا  
لَهَا۔  
یعنی کعبہ شریف کی جانب منہ اور پیٹھ  
نہ کرنے کا حکم اس کی تعظیم کیلئے ہے۔  
(مرقاۃ جلد اول ص ۲۸۳)

دیکھتے! پاخانہ کرنے والے کی نگاہ کے سامنے کعبہ شریف نہیں ہے اسے وہ دیکھ نہیں رہا ہے مگر پھر بھی اس پر لازم ہے کہ وہ کعبہ شریف کی تعظیم کرے۔ نہ دیکھنے کے باوجود اگر وہ کعبہ شریف کی تعظیم نہیں کرے گا تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک وہ فعل حرام کامرتکب ہوگا۔

(اشعة اللمعات جلد اول ص ۱۹۸)

اور بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا يَبْصُقْ أَمَامَهُ  
جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کیلئے  
کھڑا ہو تو اپنے سامنے نہ تھو کے۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۶۹)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حکم کی علت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

تَخْصِيصُ الْقِبْلَةِ  
لتَعْظِيمِهَا۔  
قبلہ کی جانب تھوکنے سے اس کی تعظیم  
کیلئے منع کیا گیا ہے۔ (مرقاۃ جلد اول ص ۲۵۵)

معلوم ہوا کہ قبلہ اگرچہ ہزاروں کلومیٹر دور ہو اور نگاہوں سے ادبھل ہو پھر بھی اس کی طرف نہ تھو کنا قبلہ کی تعظیم ہے۔

اور حدیث کی مشہور کتاب ابوداؤد شریف میں صحابی رسول حضرت سائب بن خلد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

إِنَّ رَحْبًا أَمَرْتُ مَا بَصَقَ  
ایک شخص اپنی قوم کو نماز پڑھا رہا تھا



دیکھتے! پاخانہ کرنے والے کی نگاہ کے سامنے کعبہ شریف نہیں ہے اسے وہ دیکھ نہیں رہا ہے مگر پھر بھی اس پر لازم ہے کہ وہ کعبہ شریف کی تعظیم کرے۔ نہ دیکھنے کے باوجود اگر وہ کعبہ شریف کی تعظیم نہیں کرے گا تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک وہ فعل حرام کا مرتکب ہوگا۔

(اشعة اللمعات جلد اول ص ۱۹۸)

اور بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا يَبْصُقْ أَمَامَهُ  
جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کیلئے  
کھڑا ہو تو اپنے سامنے نہ تھوکے۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۶۹)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حکم کی علت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

تَخْصِيصُ الْقِبْلَةِ  
لِتَعْظِيمِهَا۔  
قبلہ کی جانب تھوکنے سے اس کی تعظیم  
کیلئے منع کیا گیا ہے۔ (مرقاۃ جلد اول ص ۲۵۵)

معلوم ہوا کہ قبلہ اگرچہ ہزاروں کلومیٹر دور ہو اور نگاہوں سے ادبھل ہو پھر بھی اس کی طرف نہ تھوکنا قبلہ کی تعظیم ہے۔

اور حدیث کی مشہور کتاب ابوداؤد شریف میں صحابی رسول حضرت سائب بن خلد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

إِنَّ رَجُلًا أَمَرَ قَوْمًا بِبَسْقِ  
ایک شخص اپنی قوم کو نماز پڑھا رہا تھا

تو اس نے قبلہ کی طرف تھوک دیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے جب وہ نماز سے فارغ ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قوم سے فرمایا کہ آئندہ یہ شخص تم لوگوں کو نماز نہ پڑھائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت کے بعد اس نے نماز پڑھانی چاہی تو لوگوں نے روک دیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے اس کو آگاہ کیا۔ شخص مذکور نے یہ بات حضور سے دریافت کی تو اپنے فرمایا کہ ہاں میں نے منع کیا ہے۔ راوی حدیث حضرت سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میرے خیال میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ تو نے اللہ و رسول کو اذیت دی اور ان کو ستایا۔

فِي الْقِبْلَةِ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْمِهِ حِينَ فَرَغَ لَا يُصَلِّيْ لَكُمْ فَأَرَادَ بَعْدَ ذَلِكَ أَنْ يُصَلِّيَ لَهُمْ فَمَنْعُوهُ فَأَحْبَبُوهُ بِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نَعَمْ - وَحَبِطُ أَنْتَهُ قَالَ إِنَّكَ قَدْ أَذَيْتَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ -

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۱)

اس حدیث شریف سے بھی واضح ہوا کہ تعظیم کے لیے معظّم کا سامنے ہونا ضروری نہیں کہ امام کی نگاہ کے سامنے کعبہ شریف نہیں تھا پھر بھی اس کی تعظیم ضروری تھی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص کعبہ شریف کی تعظیم نہ کرے اور کسی طرح سے اس کی

بے ادبی کرے تو اسے امام نہ بنایا جائے اور پہلے سے امام مقرر ہو تو اسے معزول کر دیا جائے۔ تو جو شخص کعبہ کے کعبہ اور ساری کائنات کے آقا جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم نہ کرے بلکہ تعظیم سے انکار کرنے کے ساتھ ان کی توہین بھی کرے تو وہ بدرجہ اولیٰ امامت کے قابل نہیں کہ وہ اور زیادہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ساتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَ  
رَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي  
الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ  
عَذَابًا مُّهِينًا۔

بیشک جو لوگ اللہ و رسول کو ایذا دیتے  
ہیں ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت  
ہے اور انکے کیلئے اللہ نے ذلت کا عذاب  
تیار کر رکھا ہے۔ (پ ۲۲ ع ۴)

## نسبت رسول <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> کی تعظیم

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جن چیزوں کو نسبت و تعلق ہے ان کی بھی تعظیم کی جائے گی اس لیے کہ ان کی تعظیم حقیقت میں رسول کی تعظیم و تکریم ہے۔ حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

مِنْ أَعْظَامِهِ وَإِكْبَارِهِ  
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ  
وَسَلَّوْا أَعْظَامَ رَحِمَتِهِ  
أَسْبَابِهِ وَإِكْرَامَ مَشَاهِدِهِ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر  
میں سے یہ بھی ہے کہ وہ تمام چیزیں جو حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت رکھتی ہیں ان کی  
تعظیم کی جائے اور مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے جن

مقامات کو آپ نے مشرف فرمایا ان کا بھی  
ادب احترام کیا جائے اور جن جگہوں میں  
آپ نے قیام فرمایا اور وہ ساری چیزیں کہ جن  
کو آپ کے دست مبارک نے چھوا یا وہ آپ کے  
کسی عضو سے مس ہوئیں یا آپ کے نام سے  
پکاری جاتی ہوں ان سب کی تعظیم و تکریم  
کی جائے۔

وَأَمِ كُنْتُمْ مِنْ مَكَّةَ  
وَالْمَدِينَةِ وَمَعَاهِدِهِ  
وَمَا لَمْ يَسَّهْ صَلَّى اللهُ  
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَوْ عُرِفَ بِهِ -  
(شفا شریف ج ۲ ص ۱۲۷)

اسی لیے صحابہ کرام تابعین عظام اور علمائے اسلام سرور کائنات صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت و تعلق رکھنے والی تمام چیزوں کی ہمیشہ تعظیم و تکریم کرتے  
رہے۔ ثبوت کے لیے چند واقعات درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ  
میں نے حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم کے کچھ بال مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انس یا ان کے گھر والوں سے ملے ہیں تو  
حضرت عبیدہ نے فرمایا۔

لَا أَنْ تَكُونَ عِنْدِي شَعْرَةٌ  
مِنْهُ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا  
وَمَا فِيهَا -  
میرے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک  
بال ہونا میرے نزدیک دنیا و ما فیہا سے  
زیادہ محبوب ہے۔ (بخاری شریف جلد ۱ ص ۲۹)

۲۔ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت  
ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مکہ شریف میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مؤذن



تھے ان کے سر کے سامنے کے حصہ میں بالوں کا ایک جوڑا تھا جسے زمین پر بیٹھ کر جب وہ کھول دیتے تو بال زمین سے لگ جاتے۔ کسی نے ان سے کہا ان بالوں کو آپ منڈوا کیوں نہیں دیتے تو انہوں نے فرمایا۔

لَمْ أَكُنْ بِالَّذِي أُحْلِقُهَا  
وَقَدْ مَسَّهَا رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ بِيَدِهِ -

میں ان بالوں کو نہیں منڈوا سکتا اسلئے  
کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو  
اپنے دست مبارک سے چھوا ہے۔  
(شفا شریف ج ۲ ص ۴۴)

۳۔ حضرت عاصم اہول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک پیالہ دیکھا جو عریض و عمدہ تھا اور نضار یعنی شمشاد کی لکڑی کا بنا ہوا تھا وہ ٹوٹ گیا تھا جسے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاندی کے تار سے جوڑ رکھا تھا۔ حضرت انس کا بیان ہے کہ میں نے اس پیالہ میں رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بار بار پانی پلایا ہے حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس میں لوہے کا ایک حلقہ تھا حضرت انس نے چاہا کہ لوہے کا حلقہ نکال دیں اور اس کی جگہ پر سونے یا چاندی کا حلقہ لگا دیں تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

كَأُتِفِرَّتْ شَيْئًا صَنَعَهُ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَتَرَكَهُ -

جس کو رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
بنایا ہے اس میں ہرگز کوئی تبدیلی مت کر دو۔  
یہ سن کر انہوں نے ویسا ہی رہنے دیا۔  
(بخاری شریف ج ۲ ص ۸۴۲)

یہ پیالہ لوگوں کے نزدیک اتنا قابل تعظیم رہا کہ حضرت نضر بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی میراث سے آٹھ لاکھ درہم میں خریدا گیا۔

۴۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت ایک چادر لے کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ چادر میں نے اپنے ہاتھوں سے بنی ہے میں اسے آپ کے پہننے کے لیے لائی ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرمایا کہ آپ کو کپڑے کی ضرورت بھی تھی۔ پھر اسے ننگی کے طور پر پہن کر ہماری طرف تشریف لائے۔ صحابہ میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! اسے ہم کو پہنا دیجئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں پہنا دوں گا۔ کچھ دیر بعد آپ مجلس سے تشریف لے گئے پھر واپس آئے اور وہ چادر لپیٹ کر اس صحابی کے پاس بھجوا دی لوگوں نے اس صحابی سے کہا کہ تو نے اچھا نہیں کیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ چادر مانگ لی جبکہ تم جانتے ہو کہ آپ کسی کا سوال رد نہیں کرتے تو اس صحابی نے کہا:

وَاللّٰهُ مَا سَأَلْتُهَا اِلَّا لِتَكُوْنَ  
 كَفَنِيْ يَوْمَ اَمُوْتُ فَكَانَتْ  
 كَفَنِيْ۔

قسم خدا کی میں نے صرف اس لیے ننگی  
 مانگ لی تاکہ وہ میرا کفن بنے تو وہ چادر  
 ان کا کفن ہی بنی۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۸۶۵)

۵۔ ایک روز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ سقیفہ بنی ساعدہ میں تشریف فرما تھے تو آپ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ہمیں پانی پلاؤ۔ حضرت سہل نے ایک پیالہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کو پانی پلایا۔ حضرت ابو حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ

اَخْرَجَ لَنَا سَهْلٌ ذَٰلِكَ الْقَدَحَ  
 فَشَرِبْنَا مِنْهُ ثُمَّ اسْتَوَوْا  
 هَبَّهٗ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ  
 يَعُدُّ ذَٰلِكَ فَوَهَبَهُ لَهُ

حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہی  
 پیالہ ہمارے لیے نکالا تو ہم نے اس سے  
 پانی پیا۔ پھر خلیفہ حضرت عمر بن عبد العزیز  
 نے حضرت سہل سے مانگ کر اسے لے لیا۔

(بخاری شریف ج ۲ ص ۸۴۲)

۶۔ حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی  
 خدمت میں ایک چار پائی نذر کی تھی جس کے پائے ساگوان لکڑی کے تھے۔ حضور  
 صلی اللہ علیہ وسلم اس پر آرام فرمایا کرتے تھے۔ جب آپ کا وصال ہوا تو اسی پر ٹٹایا گیا  
 حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی  
 تو ان کو بھی اسی چار پائی پر رکھا گیا۔ پھر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی بعد  
 وفات اسی پر رکھا گیا۔ پھر یہ چار پائی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی میراث  
 میں فروخت ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن اسحاق نے اس کی لکڑیوں کو چار ہزار درہم میں  
 خریدا۔ (زرقانی بحوالہ ابن عماد ج ۳ ص ۳۸۲)

۷۔ حضرت ابوبکر بن انباری کی روایت ہے کہ قصیدہ بانس سعاد سنانے کے  
 موقع پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو چادر  
 عنایت فرمائی تھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے دس ہزار درہم میں ان سے  
 لینا چاہا تو حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 کی چادر کے لیے میں کسی کو اپنی ذات پر ترجیح نہیں دے سکتا۔ پھر جب حضرت کعب  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا تو حضرت امیر معاویہ نے ان کے وارثوں کو بیس ہزار درہم

دے کر وہ چادر حاصل کر لی۔ (شرح قصیدہ بانس سعادل ابن ہشام بحوالہ سیرت رسول عربی ص ۶۸)

۸۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لنگی، چادر اور کرتا مبارک تھا۔ کچھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ کے بال اور ناخن اقدس کے تراشے بھی تھے تو وصال کے وقت آپ نے وصیت فرمائی۔

مجھے کفن میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کرتا پہنایا جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر میں لپیٹا جائے آپ کی لنگی مجھے پہنادی جائے اور میرے گلے و منہ اور ان اعضا پر کہ جن سے سجدہ کیا جاتا ہے حضور کے موئے مبارک اور تراشہ ناخن اقدس رکھ دیئے جائیں اور مجھے ارحم الراحمین کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے۔

كَفَّنُونِي فِي قَمِيصِهِ وَ  
أَدْرِجُونِي فِي رِدَائِهِ وَ  
أَزِدُونِي بِإِزَارِهِ وَاحْشُرُوا  
مَنْحَرِي وَشَدَّتِي وَ  
مَوَاضِعَ السُّجُودِ مِنِّي  
بِشَعْرِهِ وَظَفْرِهِ وَ  
خَلْوِ بَيْنِي وَبَيْنَ  
أَرْحَمِ الرَّحِمِينَ۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۵ ص ۶۳۸)

۹۔ حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا گیا کہ منبر شریف میں جو جگہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیٹھنے کی تھی،

رَوَى ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا  
وَإِضْعَائِدَهُ عَلَى مَقْعَدِ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مِنَ الْمُنْبَرِ شُرًّا وَضَعَهَا  
 دہاں اپنا ہاتھ رکھا اور اسے اپنے منہ  
 عَلَى وَجْهِهِ۔  
 پر پھیرا۔ (شفاف شریف ج ۲ ص ۴۴)

۱۰۔ حضرت یحییٰ بن سعید جو حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اُستاد تھے،  
 ان کے بارے میں حضرت علامہ سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

إِنَّهُ حَيْثُ أَرَادَ الْخُسْرُ دُجَّ  
 جب وہ عراق جانے کا ارادہ کرتے تو منبر  
 إِلَى الْعِرَاقِ جَاءَ إِلَى الْمُنْبَرِ  
 نبوی کے پاس آکر اس پر ہاتھ پھیرتے  
 فَمَسَحَهُ وَدَعَا۔  
 اور دعا مانگتے۔ (وفاء الوفا جلد ۲ ص ۴۲۲)

۱۱۔ اور حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ والرضوان لکھتے ہیں۔

كَانَ مَالِكُ رَحِمَهُ اللهُ لَا  
 حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 يَرْكَبُ بِالْمَدِينَةِ دَابَّةً  
 مدینہ شریف میں کسی جانور کی سواری نہیں  
 وَكَانَ يَقُولُ اسْتَحْيِي  
 کرتے تھے اور فرماتے تھے مجھے خدائے  
 مِنَ اللهِ أَنْ أَطَأَ تُرْبَةَ  
 تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ جس زمین میں  
 فِيهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ  
 رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آرام فرما  
 تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَافِرِ  
 ہیں میں اس کو اپنے جانور کی سموں (کھروں)  
 دَابَّةً۔  
 سے روندوں۔ (شفاف شریف ج ۲ ص ۴۴)

۱۲۔ حضرت ابو الفضل جوہری اندلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زیارت کے لیے مدینہ طیبہ  
 کا قصد کیا جب اس مقدس آبادی کے قریب پہنچے تو سواری سے اتر پڑے اور  
 یہ شعر پڑھتے ہوئے پیدل چلے

نَزَلْنَا عَنِ الْاَكْوَارِ نَمَشِي كَرَامَةً  
 لِمَنْ بَانَ عَنْهُ اَنْ نُسَلَّمَ بِهِ رُكْبًا



یعنی ہم سواریوں سے اتر پڑے اور اس ذاتِ اقدس کی تعظیم کے لیے  
پیدل چلنے لگے جس کی زیارت سواری کی حالت میں ادب کے خلاف ہے۔  
(شفائشریف ج ۲ ص ۴۵)

۱۳۔ حضرت اسمعیل حتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایاز کا لڑکا جس کا نام  
محمد تھا وہ سلطان محمود غزنوی کی خدمت کے لیے رہا کرتا تھا۔ ایک دن سلطان نے  
حکم دیا کہ ایاز کے لڑکے سے کہو طہارت خانہ میں پانی رکھے۔ بادشاہ کے وضو کرنے  
کے بعد ایاز نے عرض کیا غلام زادہ سے کیا غلطی ہو گئی کہ آج حضور نے اس کا نام  
نہیں لیا۔ سلطان نے فرمایا اس سے کوئی غلطی نہیں ہوئی وجہ یہ ہے کہ میں با وضو  
نہیں تھا اور اس کا نام محمد ہے۔ مجھے شرم آئی کہ بے وضو ہونے کی حالت میں  
اس کا نام میری زبان پر جاری ہو۔

ہزار بار بشوئم دہن بشک و گلاب  
ہنوز نام تو بردن ادب نمی دانم

(تفسیر روح البیان ج ۱، ص ۱۸۵)

مذکورہ بالا تمام واقعات سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی کہ صحابہ، تابعین  
تبع تابعین اور دیگر بزرگانِ دین وغیرہ ان تمام چیزوں کی ہمیشہ تعظیم کرتے رہے جن  
کو سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے تھوڑی بھی نسبت حاصل رہی اور ساتھ ہی یہ  
بھی ثابت ہوا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا شرک و کفر ہوتا  
تو صحابہ کرام وغیرہ ان چیزوں کی تعظیم ہرگز نہ کرتے اس لیے کہ یہ تعظیمیں کھڑے ہونے  
کی تعظیم سے بہت ارفع و اعلیٰ ہیں تو وہ بدرجہ اولیٰ شرک و کفر ہوتیں۔

# حدیث رسول ﷺ کی تعظیم

حضرات ائمہ کرام و علمائے اسلام حدیث شریف کی بہت تعظیم کیا کرتے تھے جن میں حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام سرفہرست ہے۔ حضرت محمد بن یوسف قرظی علیہ الرحمۃ والرضوان کہتے ہیں کہ حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

مَا وَضَعْتُ فِي كِتَابِ الصَّحِيحِ  
حَدِيثًا إِلَّا اغْتَسَلْتُ قَبْلَ  
ذَلِكَ وَصَلَّيْتُ رَكَعَتَيْنِ  
بخاری شریف میں ہر حدیث کو لکھنے سے  
پہلے میں نے غسل کیا اور دو رکعت نماز  
پڑھی۔ (مقدمہ فتح الباری ص ۵)

معلوم ہوا کہ حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی عظمت و بزرگی اور جن کا علم ساری دنیا کو مسلم ہے کہ ان کو چھ لاکھ حدیثیں زبانی یاد تھیں۔ انہوں نے حدیث شریف کی اس طرح تعظیم کی کہ ہر حدیث لکھنے سے پہلے غسل فرما کر دو رکعت نماز پڑھی۔ اس لیے کہ حدیث شریف کی تعظیم حقیقت میں سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔

لہذا عام طور پر جو کہا جاتا ہے کہ قرآن و حدیث میں قیام تعظیمی کا حکم کہاں ہے، جو کیا جاتا ہے امام بخاری کے عمل سے مخالفین کا یہ اعتراض دفع ہو گیا۔ اس لیے کہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہیں حکم نہیں فرمایا ہے کہ حدیث شریف لکھنے سے پہلے غسل کر کے دو رکعت نماز پڑھا کر و مگر اس کے باوجود امام بخاری

تعظیم رسول میں ایسا کیا کرتے تھے جس سے ثابت ہوا کہ ہر قسم کی تعظیم کے لیے الگ الگ خدا و رسول کا حکم ضروری نہیں بلکہ ہر وہ طریقہ کہ جن سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بڑائی ظاہر ہو ان تمام طریقوں سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم جائز و مستحسن ہے۔

۲۔ حضرت ابو مصعب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

كَانَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ لَا يُحَدِّثُ  
بِحَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا هُوَ  
عَلَى وَضُوءٍ وَاجِلًا لَكَ۔  
حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث شریف  
تعظیم و تکریم کی خاطر بغیر وضو کے بیان نہیں  
فرماتے تھے۔ (شفا شریف ج ۲ ص ۳۵)

۳۔ حضرت مطرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جب لوگ کچھ پوچھنے کے لیے آتے تو خادمہ آپ کے دولت خانہ سے نکل کر دریافت کیا کرتی کہ حدیث شریف پوچھنے کے لیے آئے ہو یا فقہی مسئلہ؟ اگر وہ کہتے کہ مسئلہ دریافت کرنے کے لیے آئے ہیں تو امام موصوف فوراً باہر تشریف لے آتے۔

اور اگر وہ کہتے کہ حدیث شریف کے لیے آئے ہیں تو حضرت امام غسل فرما کر خوشبو لگاتے پھر لباس بدل کر نکلتے۔ آپ کے لیے تخت بچھایا جاتا جس پر آپ وقار کے ساتھ بیٹھ کر حدیث شریف بیان فرماتے اور شروع مجلس سے آخر تک خوشبو لگائی جاتی اور وہ تخت صرف حدیث شریف روایت کرنے کے لیے مخصوص کیا گیا تھا۔ جب امام موصوف سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا۔

اِحْبَابُ اَنْ اَعْظِمُوْا حَدِيْثَ  
 رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -  
 میں چاہتا ہوں کہ اس طرح رسول اکرم  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث شریف  
 کی تعظیم کروں۔ (شفاف شریف ج ۲ ص ۳۶)

۴۔ ابن مہدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت  
 امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عقیق کی طرف جا رہا تھا، میں نے راستے میں  
 ان سے ایک حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے مجھ کو جھڑک دیا اور فرمایا کہ  
 مجھے تم سے اُمید نہیں تھی کہ راستہ چلتے ہوئے تم مجھ سے حدیث شریف کے بارے  
 میں سوال کرو گے۔ (شفاف شریف ج ۲ ص ۳۶)

۵۔ قاضی جریر بن عبد الحمید نے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کھڑے  
 ہونے کی حالت میں ایک حدیث کی بابت پوچھا تو امام موصوف نے ان کے لیے  
 قید کا حکم فرمایا۔ جب حضرت امام سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا۔  
 الْقَاضِي اَحَقُّ مَنْ  
 قَاضِي تَعْلِيْمٍ سَكَّاهُ جَانِے كَازِيَادَه مَسْتَحَقَّ  
 اَدَبَ -  
 ہے۔ (شفاف شریف ج ۲ ص ۳۶)

۶۔ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے تھے کہ اسی حالت میں  
 ہشام بن غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سے ایک حدیث شریف پوچھی تو آپ  
 نے ہشام کو بیس کوڑے مارے پھر ترس آیا تو بیس حدیثیں روایت کیں ہشام نے کہا  
 وَدِدْتُ لَوْ زَادَنِي سَيَاطًا  
 اے کاش! وہ اور کوڑے مارتے اور  
 وَ يَزِيْدُنِي حَدِيْثًا -  
 زیادہ حدیثیں بیان فرماتے۔

(شفاف شریف ج ۲ ص ۳۶)

۷۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ حدیثیں بیان فرما رہے تھے کہ اسی اثناء میں ایک بچھو نے آپ کو سولہ مرتبہ ڈنگ مارا جس سے ان کا رنگ بدل کر پیلا ہو رہا تھا مگر انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث شریف کو بیان کرنا بند نہ کیا۔ جب آپ روایت حدیث سے فارغ ہو گئے اور لوگ چلے گئے تو میں نے عرض کیا آج آپ کے اندر میں نے ایک عجیب بات دیکھی ہے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

إِنَّمَا صَبَرْتُ إِجْلَالًا لِأَلْحَدِيثِ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔  
میں نے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کی حدیث شریف کی تعظیم میں صبر کیا۔  
(شفاء شریف ج ۲ ص ۳۶)

۸۔ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا آپ اس وقت لیٹے ہوئے تھے اس نے آپ سے ایک حدیث کے متعلق دریافت کیا تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور حدیث شریف بیان کی۔ اس شخص نے کہا میں چاہتا تھا کہ آپ اٹھنے کی تکلیف نہ فرماتے انہوں نے فرمایا :

إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أُحَدِّثَكَ  
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا  
مُضْطَجِعٌ۔  
میں پسند نہیں کرتا کہ میں لیٹے ہوئے  
رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی  
حدیث شریف بیان کروں۔  
(شفاء شریف ج ۲ ص ۳۵)



سید التابعین حضرت سعید بن المسیب اور حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو اجلہ تابع تابعین میں ہیں ان حضرات نے بھی اپنے قول و فعل سے ثابت کر دیا کہ حدیث شریف کی تعظیم ہو یا اس کے علاوہ کوئی دوسرا کام کہ جس سے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و بزرگی ظاہر ہو سب بلاشبہ جائز و مستحسن ہے اگرچہ قرآن و حدیث میں اس قسم کی تعظیم کا بالتصریح حکم نہ ہو اس لیے کہ خداوند قدوس کا ارشاد عام و تَعَزُّوْهُ وَ تَوْقَرُوْهُ تعظیم کی تمام قسموں کو شامل ہے۔

خلاصہ یہ کہ جس دلیل سے امام بخاری، سعید بن المسیب اور حضرت امام مالک وغیرہ کو حدیث کے احترام سے حضور کی تعظیم کرنا جائز ہو اسی دلیل سے کھڑے ہو کر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا جائز ہے۔

## اولادِ رسول کی تعظیم

حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کی اولاد جن کا سلسلہ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جاری ہوا ان کی بھی تعظیم کی جائے اسی لیے صحابہ کرام، ائمہ اسلام اور وہ تمام حضرات جو پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھتے تھے ہمیشہ آپ کی اولاد کی تعظیم کرتے رہے۔

۱۔ علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں اپنی کم سنی کے زمانہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا۔ وہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے۔ میں منبر پر چڑھ گیا اور کہا اَنْزِلْ عَنِّي

مَنْبَرِ أَبِي وَادُّهُبِ إِلَى مَنْبَرِ أَبِيكَ - یعنی میرے باپ کے منبر سے اترے اور اپنے باپ کے منبر پر جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا لَوْ يَكُنْ لِأَبِي مَنْبَرٌ - میرے باپ کا منبر نہیں تھا اور مجھے پکڑ کر اپنے پاس بٹھایا۔ میں اپنے پاس پڑی ہوئی کنکریوں سے کھیلتا رہا۔ جب آپ منبر سے اترے تو مجھے اپنے گھر لے گئے۔ پھر مجھ سے فرمایا کتنا اچھا ہو اگر آپ کبھی کبھی تشریف لاتے رہیں۔ (الشرف الموبد ص ۹۳)

۲۔ حضرت سعید بن ابان قرشی سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن حسن بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنی نو عمری کے زمانے میں خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ نے انہیں اُدُنْحِي جگہ بٹھایا اور بڑی تعظیم و تکریم کی۔ جب وہ تشریف لے گئے تو لوگوں نے خلیفہ سے کہا آپ ایک نو عمر بچے کے ساتھ اس طرح پیش آئے۔ انہوں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إِنَّمَا فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ  
مِنِّْي يُسِرُّنِي مَا يُسِرُّهَا  
وَأَنَا أَعْلَمُ أَنَّ فَاطِمَةَ  
لَوْ كَانَتْ حَيَّةً  
لَأَسْرَهَا مَا فَعَلْتُ  
بِابْنِهَا -  
فاطمہ میری سخت جگر ہیں ان کی خوشی کا  
سبب میری خوشی کا باعث ہے اور میں  
جانتا ہوں اگر حضرت فاطمہ تشریف فرما  
ہوتیں تو میں نے جو کچھ ان کے بیٹے کے  
ساتھ کیا ہے اس سے وہ ضرور خوش  
ہوتیں۔ (الشرف الموبد ص ۹۳)

۳۔ حضرت شیخ عدوی اپنی کتاب مشارق الانوار میں تحریر فرماتے ہیں کہ شہزاد بلخ کے ایک علوی کا انتقال ہو گیا تو ان کی بیوی سمرقند چلی گئیں ساتھ میں چند بیٹیاں

بھی تھیں جن کو انہوں نے مسجد میں بٹھا دیا اور خود جا کر انہوں نے رئیس شہر سے ملاقات کی اور اس سے اپنا حال زار بیان کیا مگر مسلمان ہونے کے باوجود اس نے کوئی توجہ نہیں کی اور یہ کہا کہ اپنے علوی ہونے پر گواہ پیش کرو۔ وہاں سے مایوس ہو کر وہ محافظ شہر کے پاس گئیں جو مجوسی آتش پرست تھا۔ اس نے آپ کی اور آپ کی بیٹیوں کی بڑی تعظیم و تکریم کی جس کی برکت سے مجوسی کا پورا گھر مسلمان ہو گیا۔

رات کے وقت خواب میں سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رئیس شہر سے منہ پھیر لیا اور محافظ شہر سے جنت کے ایک محل کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

هَذَا الْقَصُّ لَكَ وَإِلَّا هَلِكُ  
بِمَا فَعَلْتَ مَعَ الْعَلَوِيَّةِ وَأَنْتُمْ  
مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔  
یہ محل تمہارے اور تمہارے گھروالوں کیلئے  
ہے اور تم لوگ جنتی ہو۔  
(الشرف الموبد ص ۹۷) عہ

۴۔ حضرت ابو محمد فارسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ کے بعض حسینی سیدوں سے بغض رکھتا تھا۔ اس لیے کہ مجھے معلوم تھا کہ وہ خلاف سنت افعال کے مرتکب ہیں۔ میں ایک دن مسجد نبوی میں روضہ مبارکہ کے سامنے سو گیا۔ مجھے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی حضور نے مجھ سے فرمایا کیا بات ہے؟ میں دیکھتا ہوں کہ تم میری اولاد سے بغض رکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خدا کی پناہ میں انہیں ناپسند نہیں رکھتا، مجھے

عہ اس واقعہ کی تفصیل ہماری کتاب خطباتِ محرم ص ۲۸۴ پر دیکھیں۔ الامجدی

سنت کے خلاف ان کا عمل ناپسند ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الَيْسَ مَسْأَلَةٌ فِقْهِيَّةٌ أَتَى  
 الْوَلَدَ الْعَاقَ يُلْحَقُ بِالنَّسَبِ  
 قُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 قَالَ هَذَا وُلْدُ عَاقٍ  
 فَلَمَّا انْتَبَهْتُ صِرْتُ  
 لَا أَلْقَى مِنْهُمُ أَحَدًا إِلَّا  
 بِالْفِتْرِ فِي إِكْرَامِهِ۔

کیا یہ فقہی مسئلہ نہیں ہے کہ نافرمان اولاد  
 نسب سے وابستہ رہتی ہے؟ میں نے عرض  
 کیا ہاں یا رسول اللہ! فرمایا یہ نافرمان  
 اولاد ہے۔ حضرت ابو محمد فارسی فرماتے ہیں  
 کہ جب میں بیدار ہوا تو میرا دل بدل گیا۔  
 پھر میں ان میں سے جس کسی سے بھی ملتا  
 ان کی خوب تعظیم و تکریم کرتا۔

(الشرف الموبد ص ۹۷)

## تعظیم و توہین کا مدار

یہ بات اہل علم کے نزدیک مسلم ہے کہ جس طرح حلف یعنی قسم کا مدار و مدار  
 عرف پر ہے اسی طرح تعظیم و توہین کا مدار بھی عرف ہی پر ہے۔ کوئی قول ہو یا  
 فعل کسی کے عرف میں اگر وہ تعظیم کے لیے مانا جاتا ہے تو وہ قول یا فعل اس کے  
 یہاں تعظیم ہی قرار دیا جائے گا اور وہی قول و فعل اگر کسی دوسرے ملک یا قوم  
 میں توہین سمجھا جاتا ہے تو وہاں اس قول و فعل کو توہین ہی ٹھہرایا جائے گا۔  
 خدائے عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔

لَا تَقُلْ لَهُمَا آيٌ وَلَا تَنْهَرْ  
 مَا بَابُ كَوَافٍ نَهْنَهْنَا أَوْ نَهْنَانُ كَوَجْهٍ كُنَّا

هُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا۔ اور ان سے تعظیم کی بات کہنا۔ (پ ۱۵) ۳

حضرت امام قاضی ابوزید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

لَوْ أَنَّ قَوْمًا يَعُدُّونَ  
التَّائِفِينَ كَرَامَةً لَا يَحُرِّمُهُمْ  
عَلَيْهِمْ تَائِفِينَ الْأَبْوَيْنِ۔  
اگر کوئی قوم اُف کہنے کو تعظیم سمجھتی ہے  
تو انہیں ماں باپ کو اُف کہنا حرام نہیں  
ہے۔ (اصول التاشی بیان دلالة النص ص ۱۲)

یعنی آیت کریمہ میں اگرچہ ماں باپ کو اُف کہنے سے روکا گیا ہے لیکن چونکہ  
تعظیم و توہین کا مدار عرف پر ہے اس لیے اگر کسی کے عرف میں ماں باپ کو اُف کہنے  
سے ان کو تکلیف نہیں ہوتی ہے بلکہ اس لفظ سے ان کی تعظیم و تکریم ہوتی ہے تو  
اس شخص کو ماں باپ کے لیے اُف کہنا حرام نہیں ہوگا بلکہ اس لفظ کو ان کے لیے  
بولنے سے بیٹے کو ثواب بھی ملے گا کہ جب یہ لفظ اس کے عرف میں تعظیم کے لیے ہے  
تو ماں باپ کو اس سے خوشی ہوگی اور ان کو خوش کرنے میں ثواب یقیناً ملے گا۔

جیسے کہ فارسی عرف میں کسی شخص کے لیے مہتر کا لفظ بولنا اس کی تعظیم ہے  
اس لیے کہ اس کے معنی ہیں سردار اور بہت بزرگ و برتر۔ مگر فارسی عرف کا یہی  
عزت والا لفظ ہمارے عرف میں کسی شخص کو کہنا اس کی توہین و تذلیل ہے۔

اور یہی عرف ہی بنیاد ہے کہ ہم اپنے ملک میں خداوند قدوس کے لیے  
مگر کا لفظ نہیں بول سکتے کہ اس کی توہین ہے لیکن عربی عرف میں توہین نہیں  
اسی لیے قرآن مجید میں ہے وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِسِينَ (پ ۱۳ ع ۱۸)  
اور حدیث شریف میں ہے حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے

دادا سے روایت کرتے ہیں۔



رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي  
حَافِيًا وَمُنْتَعِلًا۔

میں نے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو  
نگے پاؤں اور نعلین پہنے ہوئے نماز پڑھتے  
دیکھا۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۷۳)

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ  
فَلْيَنْظُرْ فَإِنْ رَأَى فِي نَعْلَيْهِ  
قَذْرًا فَلْيَمْسَحْهُ وَلْيُصَلِّ  
فِيهِمَا۔ (ابوداؤد۔ دارمی مشکوٰۃ ص ۷۳)

جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں آیا  
کریے تو دیکھ لیا کریے۔ اگر جوتوں میں  
گندگی دیکھے تو اسے پونچھ دے اور ان کو  
پہنے ہوئے نماز پڑھ لے۔ (۱)

اور حضرت ثمال بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِفُوا الْيَهُودَ  
فَإِنَّهُمْ لَا يُصَلُّونَ فِي  
نِعَالِهِمْ وَلَا خِفَافِهِمْ۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہودیوں  
کی مخالفت کرو۔ وہ اپنے جوتوں اور مونوں  
میں نماز نہیں پڑھتے۔  
(ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۷۳)

ان احادیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ جو تا پہنے ہوئے مسجد میں جا کر نماز پڑھنا  
جائز ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نعلین مبارک کے ساتھ نماز ادا کرتے تھے

(۱) جوتے میں اگر دلدار نجاست لگی ہو تو وہ مٹی وغیرہ سے پونچھنے پر پاک ہو جائے گا

پیشاب لگے تو مٹی ڈال کر رگڑے اور سوکھ جائے تو دھونے سے پاک ہوگا۔

بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم فرمایا کہ جو تے پہن کر نماز پڑھو۔

مگر یہ عرب کا عرف ہے کہ مسجد میں جوتا پہن کر جانے سے اس کی توہین نہیں ہوتی۔ اسی لیے مسجد حرام جو ساری دُنیا کی مسجدوں میں سب سے زیادہ افضل اور سب سے زیادہ قابلِ تعظیم و تکریم ہے آج بھی عرب اس میں جوتا پہن کر چلتے پھرتے نظر آتے ہیں اور اسے آدابِ مسجد کے خلاف نہیں سمجھتے ہیں۔ لیکن ہمارے عرف میں چونکہ جوتا پہن کر مسجد میں جانا اس کی توہین ہے یہاں تک کہ اگر کوئی شخص اپنی سرکشی سے جوتا پہن کر مسجد میں جائے تو فتنہ برپا ہوگا اس لیے جائز نہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ تعظیم و توہین کا مدار عرف پر ہے اور صد ہا سال سے عرف عام ہے کہ استعمالی جوتے پہن کر مسجد میں جانے کو بے ادبی سمجھتے ہیں۔ ائمہ دین نے اس کے بے ادبی ہونے کی تصریح فرمائی۔ امام برہان الملۃ والدین صاحب ہدایہ کی کتاب التجنیس والمزید اور محقق بحر زین بن نجیم کی بحر الرائق اور فتاویٰ سر اجیہ اور فتاویٰ عالمگیریہ جلد پنجم ص ۱۲۲ کتاب الکراہتہ باب فامس میں ہے دخول المسجد متنعلا مکروہ۔ آج اگر کسی نواب کے دربار میں آدمی جوتا پہنے ہوئے جلتے بے ادب ٹھہرے۔ نماز اللہ واحد قہار کا دربار ہے۔ مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلنا اور ان میں فتنہ و فساد پیدا کرنا اور انہیں نفرت دلانا قرآنِ عظیم و احادیث صحیحہ کے نصوص قاطعہ سے حرام اور سخت حرام ہے۔ انتہی ملخصاً فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۲۷۵)

اسی طرح عرب کے عرف میں ملاقات پر ایک دوسرے کا رخسار و گال چومنا اور مہمان کی سواری کے لیے نچر و گدھے کو پیش کرنا اس کی تعظیم ہے لیکن

ہمارے عرف میں توہین ہے۔

اور تالی پٹینا ہمارے عرف میں ذلیل کرنا اور ہنسی اُڑانا ہے مگر انگریزی ماحول میں تعظیم و تحسین ہے۔

اور عربی مدارس کے عرف میں طلبہ کا ایک درجہ میں بیٹھا رہنا اور اساتذہ کا تعلیم دینے کے لیے ایک درجہ سے دوسرے درجہ میں جانا ان کی توہین ہے لیکن انگریزی سکولوں میں توہین نہیں۔

تعظیم و توہین کا مدار عرف پر ہے۔ اس کی مثالوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اگر کسی ملک کے عرف میں کوئی پیشہ ذلیل مانا گیا ہے تو معزز گھرانے کی لڑکی کا اس پیشہ والے سے نکاح کرنا اس کے خاندان کی توہین ہے اور وہی پیشہ اگر کسی دوسرے ملک میں معزز سمجھا جاتا ہے تو توہین نہیں۔

حضرت امام ابن ہمام علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں ان الموجب هو استنقاص اهل العرف فیدور معه وعلى هذا ینبغی ان یکون إلیحائک کفو للعطار بالاسکندریة لما هناك من حسن اعتبارها وعدم نقصها البتہ۔ (فتح القدر ج ۳ ص ۱۹۳)

مذکورہ بالا تمام مثالوں سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہو گئی کہ تعظیم و توہین کا مدار عرف پر ہے اور ہمارے عرف میں کسی کا یوم ولادت منانا اس کی تعظیم و تکریم ہے۔ اسی لیے بڑے لیڈروں کی جینتی منائی جاتی ہے۔ لہذا ذیح الاول شریف کی بارہویں تاریخ کو رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کا جشن منانا۔ اس تاریخ میں تعطیل کرنا، دکانیں بند رکھنا، غسل کرنا، خوشبو لگانا

نئے کپڑے پہننا، خوشی ظاہر کرنا، گھروں کو آراستہ کرنا، چراغاں کرنا، سڑکوں اور گلیوں کو قہقہوں سے سجانا، سڑکوں پر گیٹ بنانا، نعروں کے ساتھ جلوس نکالنا اور میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرنا سب جائز ہے کہ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا جواز قرآن و حدیث اور صحابہ کرام و ائمہ عظام کے قول و فعل سے ثابت ہے اور جب دارالعلوم دیوبند و ندوۃ العلماء لکھنؤ کا جشن منانا جائز ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کا جشن منانا بدرجہ اولیٰ جائز ہے۔

یہیں سے یہ مسئلہ بھی واضح ہو گیا کہ جس مصلتے میں کعبہ معظمہ یا گنبد خضراء کا نقش ہو اس پر نماز پڑھنا ان کی بے ادبی نہیں اس لیے کہ یہ ہمارے عرف میں توہین نہیں بشرطیکہ سجدہ کی جگہ میں ہوں پیروں کی طرف نہ ہوں۔ اس لیے کہ سجدہ کی جگہ مقام تعظیم ہے اور پیروں کی جگہ مقام توہین۔

اسی لیے اگر جاندار کی تصویر محل سجود میں ہو تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی کہ مقام تعظیم میں ہے اور پاؤں کے نیچے یا بیٹھنے کی جگہ میں ہو تو مکروہ نہیں کہ مقام توہین میں ہے۔ درمختار مع شامی جلد اول ص ۲۳۵ بیان مکروہات الصلوٰۃ میں ہے و ان یکون فوق راسہ او بین یدیه او بعدائہ یمنے و یسرة او محل سجودہ۔ و لایکرہ لو کانت تحت قدمیہ او محل جلوسہ لانہا مہانۃ۔

## قیامِ تعظیمی اور علمائے اسلام

قرآن مجید کی آیت کریمہ وَتُعَزِّدُوهُ وَتُقَرِّبُوهُ سے ثابت ہوا کہ نفسِ تعظیم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی واجب و لازم ہے۔ وجوب کی صراحت حضرت علامہ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ والرضوان نے بھی فرمائی ہے جیسا کہ سابق میں گذرا۔ رہا تعظیم کا ادا کرنا تو وہ بعض صورتوں میں فرض و واجب ہے۔ بعض صورتوں میں سنت و مستحب اور بعض صورتوں میں جائز و مستحسن اس لیے کہ کسی شخص کے حکم پر عمل کرنا بھی اس کی تعظیم ہے اور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرنا بھی فرض و واجب، کبھی سنت و مستحب اور کبھی جائز و مستحسن ہے جیسا کہ اپنے مقام پر اصول فقہ کی کتابوں میں ثابت ہے۔

صحابہ کرام، ائمہ عظام، علمائے اسلام اور ہر خاص و عام نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کے حق کو حتی الامکان ہر طرح ادا کیا اور آج بھی محبت والے جہاں تک ہو سکتا ہے ان کی تعظیم کا حق ادا کر رہے ہیں مگر اس زمانہ کے کچھ نئے فرقے والے جن کا مذہب رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت گھٹانا، وہ ہر اس تعظیم کی مخالفت کرتے اور شرک و کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں جس کا حکم انہیں قرآن و حدیث میں صراحتاً نہیں ملتا لیکن قرآن مجید اور بخاری شریف سے وہ یہ نہیں پوچھتے کہ چھ لاکھ حدیثوں کے حافظ امام بخاری نے کس آیت اور کس حدیث کے حکم سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس طرح تعظیم کی کہ



ہر حدیث کو لکھنے سے پہلے غسل کیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ صرف ہم سے پوچھتے ہیں کہ کھڑے ہو کر تعظیم کرنا قرآن و حدیث سے کہاں ثابت ہے۔ حالانکہ امام بخاری کی وہ تعظیم جس کا حکم کتاب و سنت میں کہیں صراحتاً مذکور نہیں قیام تعظیمی سے کہیں ارفع و اعلیٰ اور بلند و بالا ہے مگر ہمارے اوپر اس تعظیم کا حکم صریح دکھانا لازم ہے اور امام بخاری پر لازم نہیں۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

تمام علمائے ملت اسلامیہ کو جنہوں نے اپنا مذہب یہ نہیں ٹھہرایا کہ اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت گھٹائیں بلکہ حضور کی تعظیم و تکریم ان کے ایمان کی جان ہے۔ انہوں نے اپنے قول و فعل سے قیام تعظیمی کو جائز و مستحسن قرار دیا ہے ہٹ دھرم اور دشمن عظمت رسول کے علاوہ دوسرا کوئی اس کے جواز سے انکار نہیں کر سکتا۔

۱۔ حضرت امام تقی الدین سبکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو مخالفین بھی دین کا امام و پیشوا اور بہت بڑا مجتہد تسلیم کرتے ہیں، ان کا واقعہ حضرت اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت کی خدمت میں علماء کا مجمع تھا تو ایک نعت خواں نے نعت شریف کے دو شعر پڑھے۔

تو فوراً امام سبکی اور تمام حاضرین مجلس کھڑے ہو گئے اور اس مجلس میں بہت لطف آیا۔ اور پیروی کے لیے اسی قدر کافی ہے۔

فَعِنْدَ ذَلِكَ قَامَ الْإِمَامُ  
السُّبْكِيُّ وَجَمِيعٌ مِّنْ بِالْمَجْلِسِ  
فَحَصَلَ أُنْسٌ عَظِيمٌ بِذَلِكَ  
الْمَجْلِسِ وَ يَكْفِي ذَٰلِكَ

فِي الْإِقْتِدَاءِ.

(تفسیر روح البیان ج ۹ ص ۵۶)

۲۔ عارف باللہ حضرت سید برزنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں

قَدْ اسْتَحْسَنَ الْقِيَامَ عِنْدَ  
ذِكْرِ الْوَلَادَةِ الشَّرِيفَةِ  
أَيْمَةً ذُو دِرَايَةٍ وَرِدَايَةٍ.  
بیشک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے  
ذکر ولادت کے وقت کھڑا ہونا ان  
اماموں نے مستحسن قرار دیا ہے جو صاحب درایت  
و روایت تھے (عقد الجواہر و اقامہ القیامہ ص ۱۲)

۳۔ عالم کامل حضرت عثمان بن حسن و میاطی علیہ الرحمۃ و الرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

الْقِيَامُ عِنْدَ ذِكْرِ وِلَادَةِ سَيِّدِ  
الْمُرْسَلِينَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرٌ لَا شَبَّكَ فِي  
اسْتِحْبَابِهِ وَاسْتِحْسَانِهِ وَنَدْبِهِ  
يَحْصُلُ لِفَاعِلِهِ مِنَ الثَّوَابِ الْأَوْفَرِ  
وَالْخَيْرِ الْأَكْبَرِ لِأَنَّهُ تَعْظِيمٌ  
أَيُّ تَعْظِيمٍ لِلنَّبِيِّ الْكَرِيمِ  
ذِي الْخُلُقِ الْعَظِيمِ الَّذِي  
أَخْرَجَنَا اللَّهُ بِهِ مِنْ  
ظُلُمَاتِ الْكُفْرِ إِلَى الْإِيمَانِ  
وَخَلَصَنَا اللَّهُ بِهِ مِنْ  
نَارِ الْجَهَنَّمَ إِلَى بَحْنَاتِ

ذکر ولادت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم کے وقت قیام کرنا بیشک مستحب و  
مستحسن ہے جس کے کرنے والے کو  
ثواب کبیر و فضل کثیر حاصل ہوگا کہ وہ تعظیم  
ہے یعنی اس نبی کریم صاحب خلق عظیم  
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم ہے جن کی  
برکت سے حدائے تعالیٰ ہمیں کفر کی  
تاریکیوں سے نور ایمان کی طرف لایا اور  
ان کے سبب ہمیں جہالت کے وزخ سے  
بچا کر معرفت یقین کی جلتوں میں داخل فرمایا  
تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا  
رب العالمین کی خوشنودی کی طرف دوڑنا

ہے اور قوی ترین شعار دین کا اظہار  
کرنے ہے (خدا تعالیٰ نے فرمایا) اور  
جو اللہ تعالیٰ کے شعار کی تعظیم کرے  
تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

(پک ع ۱۱) اور خدائے عزوجل نے فرمایا  
اور جو اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی تعظیم  
کرے تو وہ اس کے لیے اس کے رب  
کے یہاں بہتر ہے۔ (پک ع ۱۱)

(اثبات قیام بحوالہ اقامۃ القیامہ ص ۱۱)

الْمَعَارِفِ وَالْإِيقَانِ  
فَتَعْظِيمُهُ صَلَّى اللَّهُ  
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ  
مُسَارَعَةُ إِلَى رِضَا  
رَبِّ الْعَالَمِينَ وَإِظْهَارِ  
أَقْوَى شَعَائِرِ الدِّينِ  
وَمَنْ يُعْظِمُ شَعَائِرَ اللَّهِ  
فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ  
وَمَنْ يُعْظِمُ حُرْمَتِ اللَّهِ  
فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ۔

۴۔ زین الحرم حضرت سید احمد زین و حلان مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

ولادت اقدس کے ذکر کے وقت کھڑا  
ہونا اور محفل میلاد کے حاضرین کو کھانا  
وغیرہ دینا اور ان کے سوا دوسری نیکی کی  
باتیں جو مسلمانوں میں رائج ہیں تو وہ سب  
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم سے  
ہیں (اور قرآن مجید نے ہمیں حضور صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا حکم دیا ہے)

(الدر السنیہ بحوالہ اقامۃ القیامہ ص ۱۵)

الْقِيَامُ عِنْدَ ذِكْرِ وِلَادَتِهِ  
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَإِطْعَامُ الطَّعَامِ وَغَيْرِ  
ذَلِكَ مِمَّا يَعْتَادُ النَّاسُ  
فِعْلَهُ مِنْ أَنْوَاعِ السُّبُرِ  
فَإِنَّ ذَلِكَ كُفْلُهُ مِنْ  
تَعْظِيمِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۵۔ سراج العلماء حضرت عبداللہ سراج مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔

تَوَارِثُهُ الْأَيْمَةُ الْأَعْلَامُ  
وَأَقْرَبُهُ الْأَيْمَةُ وَالْحُكَّامُ  
مِنْ غَيْرِ نَكِيرٍ مُنْكَرٍ وَ  
رَدِّ رَادٍ وَ لِهُذَا كَانَ  
حَسَنًا وَمَنْ يَسْتَحِقُّ التَّعْظِيمَ  
غَيْرَهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ  
وَمَلَّوْا وَيَكْفِي أَثَرُ عَبْدِ اللَّهِ  
بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى  
عَنْهُ مَا رَأَاهُ الْمُسْلِمُونَ  
حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ۔

قیامِ تعظیمی مشہور اماموں میں برابر متواتر  
چلا آ رہا ہے اور اسے امر و حکام نے  
برقرار رکھا اور کسی نے اس کا رد و  
انکار نہ کیا لہذا وہ مستحب ٹھہرا اور  
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ  
دوسرا کون تعظیم کا مستحق ہے اور حضرت  
سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی  
حدیث شریف کافی ہے کہ جس کام کو  
مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے  
نزدیک بھی اچھا ہے۔

(اقامة القیامہ ص ۱)

۶۔ حضرت علامہ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

حُرْمَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَوْتِهِ  
وَتَوْقِيرُهُ وَتَعْظِيمُهُ  
لَا زِمْرٌ كَمَا كَانَ حَالُ  
حَيَاتِهِ وَذَلِكَ عِنْدَ  
ذِكْرِهِ وَذِكْرِ حَدِيثِهِ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا احترام  
اور ان کی تعظیم و تکریم وصال کے بعد  
بھی لازم ہے جیسے کہ ان کی ظاہری  
زندگی میں لازم تھی۔ وصال کے بعد  
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر،  
ان کی حدیث و سنت کے ذکر اور ان کا

وَسُنَّتِهِ وَسَمَاعِ اسْمِهِ  
مقدس نام و سیرت مبارکہ سننے کے وقت  
وَسِيرَتِهِ - ان کی تعظیم و توقیر کی جائے گی۔

(شفا شریف ج ۲ ص ۳۲)

۷۔ مخالفین کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی لکھتے ہیں

فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل مولود شریف میں  
شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر  
ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و  
لذت پاتا ہوں۔ فیصلہ ہفت مسدہ

عجیب بات ہے کہ پیر و مرشد تو قیام میں لطف و لذت پاتے ہیں مگر  
مریدین و معتقدین اس کو شرک و کفر کہتے ہیں تو نہ معلوم پیر صاحب پر وہ کیا  
فتویٰ لگاتے ہیں۔

## اعتراضات و جوابات

مخالفین کہتے ہیں قیام تعظیمی بدعت ہے اور حدیث شریف میں ہے كُلُّ  
بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔ ہر بدعت گمراہی ہے۔ لہذا قیام تعظیمی ناجائز اور بدعت  
گمراہی ہے۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ حدیث شریف عام مخصوص منہ البعض ہے  
یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اگرچہ ہر بدعت کو گمراہی فرمایا ہے لیکن اس  
سے مراد صرف بدعتِ سنیہ ہے، بدعتِ حسنہ گمراہی کے حکم میں داخل نہیں جیسا کہ

پ رکوع ۱۱ میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا۔

فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمُ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ۔

جب وہ بھول گئے جس کی انکو نصیحت کی گئی تھی تو ہم نے ان کے اوپر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے۔

یہ بھی عام مخصوص منہ البعض ہے۔ یعنی فرمایا کہ ہر چیز کے دروازے ان پر کھول دیئے حالانکہ رحمت کے دروازے ان کافروں پر نہیں کھولے گئے تھے۔

اور جیسے کہ پ ۱۹ ع ۱۷ میں ہے۔

وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ بَلْقِيسَ كَوْبَرَ حِزْدِي كَتَى۔

اس عام میں بھی تخصیص ہے اس لیے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت بلقیس کو نہیں دیا گیا تھا۔

حدیث مذکور سے مراد صرف بدعت سیئہ ہے۔ اس بات کی تائید مسلم شریف کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجْرِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي

جو شخص اسلام میں کسی اچھے طریقہ کو رائج کرے گا تو اس کو اپنے رائج کرنے کا ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی بھی نہ ہوگی۔



اور جو اسلام میں کسی بُرے طریقہ کو رائج کرے گا تو اس شخص پر اسکے رائج کرنے کا بھی گناہ ہوگا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی گناہ ہوگا جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

الإِسْلَامِ سُنَّةٌ سَيِّئَةٌ  
كَانَ عَلَيْهِ وَزُرُهَا  
وَوَزُرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا  
مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ  
أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ  
شَيْءٌ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۳)

اس حدیث مبارکہ نے واضح کر دیا کہ بدعت صرف سنیہ نہیں حسنہ بھی ہوتی ہے۔ اسی لیے شارحین حدیث نے فرمایا کہ بدعت کی پانچ قسمیں ہیں۔ بدعت مکروہہ، بدعت مکروہہ، بدعت واجبہ، بدعت مستحبہ، بدعت مباحہ۔ تفصیل کے لیے دیکھیں مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۹ اور اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۱۲۸ یا انوار الحدیث ص ۱۰۶ اور بدعت کے حسنہ اور سیئہ ہونے کا معیار وہ ہے جو حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

اگر ایسی چیز ایجاد کی گئی جو قرآن مجید، حدیث شریف، آثار صحابہ یا اجماع کے خلاف ہو تو وہ گمراہی ہے اور اگر ایسی اچھی بات ایجاد کی گئی جو ان میں سے کسی کے مخالف نہ ہو تو وہ بُری نہیں۔

مَا أُحْدِثَ مِمَّا يُخَالِفُ الْكِتَابَ  
أَوِ السُّنَّةَ أَوِ الْإِثْرَ أَوْ لِاجْتِمَاعٍ  
فَهُوَ ضَلَالَةٌ - وَمَا أُحْدِثَ مِنَ  
الْخَيْرِ مِمَّا لَا يُخَالِفُ شَيْئًا  
مِنْ ذَلِكَ فَلَيْسَ بِمَذْمُومٍ -

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۹)

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان نے

تحریر فرمایا۔

آنچہ موافق اصول و قواعد سنت اوست  
وقیاس کردہ شد برآں آنرا بدعت  
حسنہ گویند۔ و آنچہ مخالف آن باشد  
بدعت ضلالت گویند۔

جو بدعت کہ حضور کی سنت کے اصول و  
قواعد کے مطابق ہے اور اس پر قیاس کی  
گئی ہے اس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں اور  
جو بدعت کہ سنت کے مخالف ہو اسے  
بدعت ضلالت کہتے ہیں۔

(اشعة اللمعات ج ۱ ص ۱۳۵)

اور مخالفین جو بدعت کی دو قسمیں حسنہ اور سنیہ ماننے کو تیار نہیں وہ حضرت  
اہم شافعی اور حضرت محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری سے زیادہ قرآن و حدیث  
کو سمجھنے والے نہیں کہ ان حضرات کے نزدیک بدعت اچھی و بُری دونوں ہوتی ہے  
اور یہ اس سے انکار کرتے ہیں اور یہ انکار تحقیقت میں مسلم شریف کی اس حدیث  
کا انکار ہے جس سے بدعت کا حسنہ و سنیہ ہونا ثابت ہے اور حضرت اہم شافعی  
و محقق علی الاطلاق کو جاہل ٹھہرانا ہے۔

اگر اب بھی ان کی سمجھ میں نہ آئے اور وہ بدعت کی دو قسمیں حسنہ و سنیہ  
نہ مانیں تو وہ تمام باتیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ایجاد ہوئیں سب کو انہیں  
حرام و ناجائز ماننا پڑے گا جیسے قرآن مجید کا تیس پارے بنانا، ان میں رکوع قائم کرنا،  
ان پر زبر زیر وغیرہ لگانا، حدیث کو کتابی شکل میں جمع کرنا، ان کی قسمیں صحیح، حسن  
اور ضعیف وغیرہ بنانا۔ فقہ، علم کلام اور اصول حدیث و اصول فقہ کے سارے  
قاعدے قانون، شریعت کے چار طریقے حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی۔ اسی طرح  
طریقہ کے چار سلسلے قادری، چشتی، سہروردی، نقشبندی اور ان کے وظیفے، مراتب

اور چلے وغیرہ۔

اس لیے کہ یہ ساری باتیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ایجاد ہوئیں اور شارح مسلم حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں۔

الْبِدْعَةُ كُلُّ شَيْءٍ عَمِلَ عَلَى  
غَيْرِ مِثَالِ سَبِقٍ وَفِي  
الشَّرْعِ إِحْدَاثُ مَا لَوْ  
يَكُنْ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔  
جس کی مثال زمانہ سابق میں نہ ہو (لفت  
میں) اس کو بدعت کہتے ہیں اور شرع میں  
بدعت ہے ایسی چیز کا ایجاد کرنا جو حضور  
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری زمانہ میں  
نہ تھی۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶۹)

مگر مخالفین کا عجیب مذہب ہے کہ مذکورہ بالا ساری بدعتیں ان کے نزدیک جائز ہیں بلکہ دارالعلوم دیوبند کا جشن مناکر اس کی تعظیم کرنا اور اپنے مولویوں کے احترام میں کھڑا ہونا بھی جائز ہے لیکن اللہ کے محبوب پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کھڑا ہونا حرام و ناجائز اور بدعت سیئہ ہے۔

خدائے عزوجل انہیں دین کی سمجھ عطا فرمائے اور ان کے دلوں سے عظمتِ رسول کی عداوت نکال کر صحیح مسلمان بننے کی توفیق رفیق بخشے۔ آمین

مخالفین کا ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام نے قیامِ تعظیمی نہیں کیا۔ آپ کیوں کرتے ہیں۔ کیا آپ صحابہ سے محبت میں بڑھ کر ہیں۔ جب انتہائی محبت کے باوجود صحابہ نے ایسا نہیں کیا تو دوسروں کو ایسی تعظیم کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ خداوند قدوس نے وَتَعَزَّزُوهُ وَتُوقِّسُوهُ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کا حکم فرمایا ہے تو مسلمانوں

کا جذبہ دل جس طرح بھی رہی کرے ہر طریقے سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم جائز ہے۔ صحابہ کرام کے نہ کرنے سے کوئی فعل ناجائز نہیں ہو جائے گا۔ اس لیے کہ صحابہ کا کرنا کسی کام کے جائز ہونے کی دلیل تو ضرور ہے مگر نہ کرنا اس کے ناجائز ہونے کی دلیل ہرگز نہیں۔ اسی لیے صحابہ نے جو کام نہیں کیے ایسے بے شمار کام مسلمان و زانہ کہتے رہتے ہیں۔

حضرت علامہ قسطلانی شارح بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

الْفِعْلُ يَدُلُّ عَلَى الْجَوَازِ  
وَعَدَمُ الْفِعْلِ لَا يَدُلُّ  
عَلَى الْمَنْعِ۔  
(مواہب لدنیہ بحوالہ اقامۃ القیامہ ص ۴۹)

اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔

نہ کرنا دوسری چیز ہے اور منع فرمانا دوسری  
نہ کرنا دوسری چیز ہے۔ (تحفہ اثنا عشریہ بحوالہ اقامۃ القیامہ ص ۴۹)

لہذا صحابہ کرام کے نہ کرنے سے قیام تعظیمی کو شرک و کفر یا حرام و ناجائز ٹھہرانا غلطی ہے۔ دیکھئے بعض صحابہ نے حدیثیں لکھیں مگر انہوں نے امام بخاری کی طرح ہر حدیث لکھنے سے پہلے نہ غسل کیا اور نہ دو رکعت نماز پڑھی اور اسی طرح صحابہ کرام چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ہر حال میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیثیں ایک دوسرے سے بیان کرتے تھے۔ یعنی حضرت امام مالک کی طرح ایک دوسرے

لے ملاحظہ ہوا انوار احادیث ص ۷۷

سے حدیث بیان کرنے کے لیے صحابہ غسل نہیں کرتے تھے، نہ کپڑے میں عطر لگاتے تھے اور نہ اس کے لیے خوشبو سدا لگاتے تھے تو کیا صحابہ کے اس طرح نہ کرنے سے حضرت امام بخاری اور حضرت امام مالک کا حدیث شریف کی تعظیم کرنا حرام و ناجائز ہو جائے گا۔ اور یہ لوگ گنہگار قرار دیئے جائیں گے؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ وہ بلاشبہ جائز و مستحسن ہی رہے گا۔

تو اسی طرح صحابہ کا تعظیمی قیام نہ کرنے کے باوجود لوگوں کا کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا جائز ہی رہے گا۔ شرک و کفر یا حرام و ناجائز نہیں ہو جائے گا۔

قیام تعظیمی کے بارے میں مخالفین کے نزدیک بہت اہم اعتراض یہ ہے کہ حدیث شریف میں کسی کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونے کو منع کیا گیا ہے جیسا کہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا تَقُومُوا كَمَا تَقُومُ الْأَعَاجِمُ  
تَمُّ لَوْكٌ نَهْ كَهْرٌ هُوَ جِيسَ عَجْجِي لَوْكٌ اِيَكِدُ وَاوَكُ  
يُعْظَمُ بَعْضُهَا بَعْضًا - (مشکوٰۃ شریف)

اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَتَمَثَّلَ لَهُ الرَّجَالُ  
جِس كُو پِنْدُ هُو كُ لَوْكٌ تَعْظِيمُ كُ لِيْءِ اِس كُ  
قِيَامًا فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ  
سَلَمْنِ كَهْرٌ رِيْءِ وِهْ اِنْبِيْ جِكْ دُوْرُخْ  
مِنْ النَّارِ -  
مِيْن دُھُوْنْدُءِ - (مشکوٰۃ شریف ص ۴۰۳)

اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ  
 كَانُوا إِذَا رَأَوْهُ لَوَيْقُومُوا  
 صحابہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو  
 دیکھتے تو کھڑے نہیں ہوتے تھے اس لیے  
 لِمَا يَعْلَمُونَ مِنْ  
 کہ وہ جانتے تھے حضور کو یہ ناپسند ہے۔  
 كَرَاهِيَّتِهِ لِذَلِكَ -

(مشکوٰۃ شریف ص ۴۰۳)

ان احادیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ تعظیم کے لیے کھڑا ہونا جائز نہیں۔  
 اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ہر صورت میں کھڑے ہونے کو حدیث شریف  
 میں نہیں منع کیا گیا ہے بلکہ صرف اس حالت میں منع کیا گیا ہے جب کوئی شخص  
 چاہے کہ لوگ اس کے لیے قیام کریں۔ یا وہ بیٹھا ہے اور پسند کرے کہ لوگ  
 اس کے سامنے کھڑے رہیں۔ اس لیے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 کے آنے پر خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی قوم سے فرمایا قُومُوا إِلَيَّ  
 سَيِّدِكُمْ اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔

محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان  
 تحریر فرماتے ہیں۔

قیام مکروہ بعینہ نیست بلکہ مکروہ  
 محبت قیام ست از کسیکہ قیام کردہ  
 کھڑا ہونا مکروہ نہیں بلکہ کھڑا ہونے کو  
 چاہنا مکروہ ہے۔ اگر کوئی شخص کھڑا  
 ہونے کو نہ چاہتا ہو تو اس کے لیے کھڑا  
 ہونا مکروہ نہیں۔ حضرت قاضی عیاض  
 نے فرمایا کہ کھڑا ہونا اس شخص کے لیے  
 شدہ است برائے دے۔ و اگر  
 دے محبت قیام نہ دارد قیام برائے  
 دے مکروہ نبود۔ قاضی عیاض



مالکی گفتہ کہ قیام منہی عنہ درحق کسے  
ست کہ نشستہ باشد وایتادہ باشد  
پیش وے مردم تانشستن وے۔

منع ہے جو کہ خود تو بیٹھا ہو اور لوگ  
اس کے سامنے بیٹھے رہتے تک کھڑے  
رہیں۔ (راشعة اللغات ج ۲ ص ۲۸)

اور محی السنۃ حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ والرضوان حدیث شریف قُومُوا

إِلَى سَيِّدِكُمْ كَتَحْتَ تَحْرِيرَ فَرَمَاتِهِ هِيَ۔

اس حدیث شریف سے بزرگوں کی تعظیم

اور ان کے آنے پر کھڑے ہو کر ان سے

منا ثابت ہے اور قیام تعظیمی کے مستحب

ہونے پر جمہور علمائے اس سے دلیل

پکڑی ہے۔ حضرت قاضی عیاض نے فرمایا

یہ قیام منع قیاموں میں سے نہیں ہے۔ منع

اس شخص کے بارے میں ہے کہ جس کے پاس

لوگ کھڑے ہوں اور وہ بیٹھا ہو اور لوگ

اس کے بیٹھے رہتے تک کھڑے رہیں۔

حضرت امام نووی فرماتے ہیں میں کہتا ہوں

کہ بزرگوں کی آمد پر کھڑا ہونا مستحب ہے

اور اس کے بارے میں حدیثیں ہیں لیکن

ممانعت میں صراحتاً کوئی حدیث نہیں آئی۔

(مسلم شریف مع نووی ج ۲ ص ۹۵)

فِيهِ أَكْرَامُ أَهْلِ الْفَضْلِ

وَتَلْقِيَهُمْ بِالْقِيَامِ لَهُمْ إِذَا

أَقْبَلُوا هَكَذَا إِحْتِجَّ بِهِ

جَمَاهِيرُ الْعُلَمَاءِ لِإِسْتِحْبَابِ

الْقِيَامِ قَالَ الْقَاضِي

وَلَيْسَ هَذَا مِنَ

الْقِيَامِ الْمَنْهِيِّ عَنْهُ وَإِنَّمَا

ذَلِكَ فِي مَنْ يَقُومُونَ عَلَيْهِ

وَهُوَ جَالِسٌ وَيُمَسِّحُونَ

قِيَامًا طَوِيلًا حَبْلُوسَةً قُلْتُ

الْقِيَامُ لِلْقَادِمِ مِنَ

أَهْلِ الْفَضْلِ مُسْتَحَبٌّ وَقَدْ

جَاءَ فِيهِ أَحَادِيثٌ وَلَوْ يَصِحَّ

فِي النَّهْيِ عَنْهُ شَيْءٌ صَرِيحٌ۔

اور حدیث شریف میں ہے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ  
توبہ قبول ہونے کے بعد جب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔  
فَقَامَ طَلْحَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ يُهْرُوِلُ حَتَّى  
تو حضرت طلحہ بن عبد اللہ کھڑے ہو گئے اور  
صَافِعِيٌّ وَهَنَانِيٌّ۔ (مسلم شریف ج ۲ ص ۲۶۲)  
دور کر آئے مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارکباد دی۔

اس حدیث کے تحت حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔  
فِيهِ اسْتِحْبَابُ مُصَافِحَةِ الْقَادِمِ وَالْقِيَامِ  
اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ آنے والے  
لَهُ الْكِرَامَةُ وَالْهَرُوْلَةُ إِلَى لِقَائِهِ  
سے مصافحہ کرنا، اس کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا  
(مسلم شریف مع نووی ج ۲ ص ۲۶۲)  
اور دور کرنا اس سے ملنا مستحب ہے۔

اور حضرت امیر معادیہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث جو مخالفین پیش کرتے ہیں  
اس کے تحت محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری حتمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔  
ازیں جا معلوم می شود کہ مکروه و منہی عنہ  
دوست داشتن برپا ایستادن مردم بجد  
بطریق تعظیم و تکریم و آنچه بریں وجہ نبود مکروه  
نباشد۔ (اشعة اللمعات ج ۲ ص ۲۹)  
اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ تعظیم و  
تکریم کھڑے پڑنے پر خدمت میں لوگوں کے کھڑے  
ہونے کو چاہنا مکروه و منہی ہے اور جو اس  
طریقے پر نہ ہو مکروه نہیں۔

اسی لیے فقہائے کرام نے قیام تعظیمی کے جواز کی تصریح فرمائی۔  
شیخ علاء الدین محمد بن علی حصکفی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔  
يَجُوزُ بَلْ يَنْدَبُ الْقِيَامُ تَعْظِيمًا  
لِلْقَادِمِ كَمَا يَحُوزُ الْقِيَامُ وَلَوْ لِلْعَارِي  
بَيْنَ يَدَيِ الْعَالِيَةِ۔ (درمختار مع شامی ج ۵ ص ۲۴۶)  
آنے والے کی تعظیم کو کھڑا ہونا جائز بلکہ  
مستحب ہے جیسا کہ قرآن پڑھنے والے کو  
عالم کے سامنے کھڑا ہو جانا جائز ہے۔

اور اسی کے تحت حضرت علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

قِيَامٌ قَارِئُ الْقُرْآنِ لِمَنْ يُجِودُ  
تَعْظِيمًا لِأَيْكْرَهُ إِذَا كَانَ مَعْنُ  
يَسْتَحِقُّ التَّعْظِيمَ۔  
قرآن پڑھنے والے کا آنے والے کی تعظیم  
کے لیے کھڑا ہونا مکروہ نہیں جبکہ وہ تعظیم کے  
لائق ہو۔ (رد المحتار ج ۵ ص ۲۴۶)

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

در مطالب المؤمنین از قنیه نقل کرده  
مطالب المؤمنین میں قنیه سے نقل کیا کہ  
کہ مکروہ نیست قیام جالس از برائے کسی  
بیٹھے ہوئے آدمی کا کسی آنے والے کی تعظیم  
کہ درآمدہ است بروے جہت تعظیم۔  
کے لیے کھڑا ہو جانا مکروہ نہیں۔

(اشعة اللمعات ج ۲ ص ۲۸)

وصلی اللہ تبارک و تعالیٰ وسلو علی سیدنا محمد  
وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واهلبیتہ و  
علماء ملتہ واولیاء امتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

جلال الدین احمد امجدی

خادم دارالعلوم اہل سنت فیض الرسول براؤں شریف بستی

۲۲ رجب المرجب ۱۴۰۹ھ یکم مارچ ۱۹۸۹ء



مکتبہ المدینہ

اللہ کی سزا بقدم شان میں  
ان سائنس دانوں اور انسان میں

قرآن تو ایمان بتاتا ہے نہیں  
ایمان یہ کہتا ہے مری جان میں

امام احمد رضا بریلوی